بسم الله الرحمن الرحيم
فاطمة الزهراء
سلام الله علیها
سیدة فاطمة الذہراءؑ
کی شان اور مظلومیت
استفتاءات
آیت اللہ العظمیٰ السید محمد صادق روحانی
Presented by Ziaraat.com

سَيِّدَةُ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ بَيْنَ الْفَضَائِلِ وَالظُّلَامَاتِ

سیدۃ فاطمۃ الزہراءؑ
کی شان اور مظلومیت

استفتاءات

آیت اللہ العظمیٰ السید محمد صادق روحانی

ترجمہ

مولانا سید محمد عدنان نقوی

ملنے کا پتہ

معراج کمپنی غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور 0423-7361214

نام کتاب:..................سیدہ فاطمۃ الزہراءؑ کی شان اور مظلومیت

ترجمہ:........................مولانا سید محمد عدنان نقوی

ناشر:..............................معراج کمپنی اُردو بازار لاہور

اشاعت اوّل..........................جنوری ۲۰۱۶ء

تعداد:.................................۱۱۰۰

ہدیہ:.......................... /روپے

ملنے کا پتہ

معراج کمپنی غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور 0423-7361214

انتساب

میں اپنی اس معمولی سی سعی کو اپنے زمانے کے وارثؑ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتا ہوں کہ وہ اس ناچیز سے ہدیے کو قبول فرمائیں، کیونکہ ان کا تعلق اس گھرانے سے ہے کہ جسے خلاق عالم نے خطاب کر کے فرمایا:

"وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا

....

يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُزْجَاةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا

ان الله يجزى المتصدقين

سید محمد عدنان نقوی

فہرست

☆☆☆

آیۃ اللہ العظمٰی السید محمد صادق الروحانی دام ظلہ العالی کا مختصر تعارف

آیت اللہ العظمٰی سید محمد صادق روحانیؒ نے ۵ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ بمطابق ۱۹۲۶ء قم المقدس کے ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ آپ نے چار سال کی عمر میں ابتدائی تعلیم مکمل کر لی۔ جب آپ کی عمر دس سال کے قریب پہنچی تو آپ نے حوزوی دروس میں شرکت شروع کر دی اور گیارہ سال کی عمر میں نجف اشرف میں شیخ انصاریؒ کی کتاب المکاسب کی بحث میں شرکت کرتے تھے اور اس کتاب کے مطالب کو اچھی طرح سمجھ لیتے تھے حتی کہ ان کے بارے میں سید ابو القاسم الخوئیؒ نے فرمایا: مجھے اس حوزہ علمیہ پر فخر ہے کہ جس میں ایک گیارہ سال کا لڑکا تعلیم حاصل کر رہا ہے جبکہ دوسری جانب بہت زیادہ عمر والے بھی اس درس میں شامل ہوتے ہیں مگر وہ لڑکا درس کے مطالب دوسروں سے بہتر سمجھتا ہے۔

درس خارج میں آپ نے بہت ہی بزرگ اور شہرہ آفاق ہستیوں کی خدمت زانوءِ تلمذ تہہ کیے، ذیل میں چند ایک کے نام پیش کیے جا رہے ہیں۔

(۱) سماحۃ آیت اللہ سید ابو القاسم الخوئیؒ

(۲) سماحۃ آیت اللہ سید ابو الحسن الاصفھانیؒ

(۳) سماحۃ آیت اللہ شیخ محمد حسین الاصفھانیؒ

(۴) سماحۃ آیت اللہ آقا حسین البروجردیؒ

(۵) سماحۃ آیت اللہ الشیخ کاظم الشیر ازیؒ
(٦) سماحۃ آیت اللہ الشیخ محمد علی الکاظمیؒ

آپ اپنے اساتیذ کرام کی دل وجان سے عزت کرتے تھے اور خود کو ان کی محبتوں اور شفقتوں کا مقروض سمجھتے تھے......

آپ دن میں ١٦ گھنٹے درس اور مطالعہ وغیرہ میں صرف کرتے تھے، حصول علم کے لیے اتنی تڑپ اور لگاؤ صرف عنایات الٰہیہ سے ہی حاصل ہوتا ہے کیونکہ دروس وغیرہ میں اتنا وقت صرف کر دینے سے باقی کام ویسے کے ویسے ہی رہ جاتے ہیں اور اس سے اعصاب تھک جاتے ہیں، سید خوئیؒ اکثر انہیں فرماتے تھے کہ اپنی ان مصروفیات کی زیادتی کی وجہ سے تم اعتدال کے ساتھ نہیں کام کرسکو گے؟ کیونکہ جسم کچھ وقت کے بعد تھک جاتا ہے اور اسے آرام کی ضرورت ہوتی ہے............

تعلیم مکمل کرنے بعد آپ واپس قم المقدسہ آ گئے اور یہاں تدریس کے ساتھ ساتھ کتابوں کی تالیف بھی شروع کر دی، آپ نے مختلف موضوعات پر متعدد کتابیں تحریر کیں اور ان میں کتابوں میں ''فقہ الصادق'' کو بڑی شہرت ملی۔ سید ابو القاسم خوئی فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب ''فقہ الصادق'' اٹھائی اور آیت اللہ کاشف الغطاء کے پاس لے گیا اور ان سے کہا دیکھو میں نے ایسے شاگردوں کی تربیت کر کے عالم اسلام کے حوالے کیے ہیں......

آپ آقائے بروجردی کے جانشین ہیں اور آج بھی آپ مذہب حقہ کی خدمت میں مصروف ہیں ....

زیارت جناب سَیِّدَۃ سلام اللہ علیہا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَـا مُـمْـتَـحَـنَـۃُ اِمْـتَـحَـنَـکِ الـلّٰـہُ الَّذِی خَلَقَکِ قَبْلَ اَنْ یَـخْـلُـقَـکِ فَـوَجَـدَکِ لِمَا امْتَحَنَکِ صَابِرَۃً وَ زَعُمْنَا انا لَکِ اَوْلِیَـاءِ وَ مُـصَـدِّقُـوْنَ وَ صَابِرُوْنَ لِکُلِّ مَا اَتَابِہ اَبُوْکِ صَلیَّ اللہ عَـلَیْـہِ وَآلِـہٖ وَ اَتٰی بِہٖ وَصِیُّہ، فَاِنَّا نَسْئَلُکِ اِنْ کُنَّا صَدَّقْنَاکِ اِلاَّ اَلْحَقْتِنَا بِتَصْدِیْقِنَا لَھُمَا لِنُبَشِّرَ اَنْفُسَنَا بِاَنَّا قَدْطَھُرْنَا بِوِلَایَتِکِ

پہلا باب:

سیّدہ فاطمہؑ الزہراؑ قرآن میں

سوال نمبر(۱): درجہ ذیل آیت مجیدہ کی تفسیر کیا ہے؟ اور کیا یہ آیت اہلبیتؑ کے ساتھ خاص ہے؟

اَللّٰـهُ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزجاجة كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شرقِيَةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلٰى نُورٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ يَّشَاءُ وَيَضْرِبُ اللّٰه الْاَمْثَالَ لِلنَّا س وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌo (سورۃ نور آیت ۳۵)

ترجمہ:

خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے کہ جس میں ایک چراغ رکھا ہو، چراغ ایک فانوس میں ہو (اور) فانوس ایسا ہو گویا کہ موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک تارہ، وہ چراغ زیتون کے ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا گیا کہ جو نہ شرقی ہو اور نہ غربی، ایسا لگتا ہو کہ اس کا تیل (آپ ہی آپ) چمک رہا ہو، اگرچہ اسے آگ نے نہ بھی چھوا

ہو۔ (وہ) نور پر نور ہے۔ خدا جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت کرتا ہے اور خدا لوگوں کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے اور خدا ہر چیز سے خوگ آ گاہ ہے۔

جواب:

بسمہ تعالی۔ بہت سی روایات میں آیا ہے کہ اس آیت سے مراد اہلبیتؑ ہیں۔ مشکوٰۃ سے مراد بی بی فاطمۃ الزہرأء ہیں، جس طرح طاق چراغ کی وجہ سے روشن ہو جاتا ہے اسی طرح بی بی فاطمۃ الزہراؑ میں نبوت و امامت کا نور جلوہ نما ہے، مصباح سے مراد حضرت امیر المومنینؑ ہیں، جس طرح طاق میں روشنی چراغ کی وجہ سے ہوتی ہے اسی طرح حضرت علیؑ اور بی بی صدیقہ طاہرہؑ کا نور مل کر مطلع انوار بن جاتا ہے (اور یہ وہ فضائل ہیں کہ جن کو بیان کرنے کے لیے ہمارے پاس الفاظ موجود نہیں) زجاجہ سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں، جس طرح فانوس چراغ کی روشنی کی ہوا وغیرہ سے حفاظت کرتا ہے اور اس کی روشنی میں مزید چمک پیدا کرتا ہے اسی طرح امامین حسنین کریمینؑ، حضرت امیر المومنینؑ علی ابن طالبؑ کے نور کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کی تجلی کو چار چاند لگا دیتے ہیں، اور شجرہ مبارکہ سے مراد حضرت محمدؐ ہیں۔ یہاں جو درخت کو زیتون کے ساتھ متصف کیا گیا ہے وہ اس لیے کہ یہ آگ جلدی پکڑ لیتا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ درخت نہ شرقی ہے اور نہ غربی، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس درخت کا تعلق اس دنیا سے نہیں کیونکہ یہ خدا کے نور کا ایک حصہ ہے۔

☆☆☆

سوال نمبر (۲):

ارشاد خداوندی ہے۔

قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی

ترجمہ: (اے نبیؐ) فرما دیجئے، میں اس پر قربیٰ کی مودت کے سوا کوئی اجر نہیں مانگتا۔

یہاں قربیٰ سے کون مراد ہیں؟ اور یہ آیت کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی طرح نفی اور استثناء کے صیغہ کے ساتھ کیوں وارد ہوئی ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔یہ حصر کا اسلوب ہے، یہاں امر نفی و اثبات میں دائر ہے اور یہ حصر کا بلیغ ترین اسلوب ہے۔ یہ اسلوب یہاں اس لیے استعمال کیا گیا ہے کیونکہ کسی دوسری چیز کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ رسالت کا اجر ہو سکے۔اس بارے میں شیعہ و سنی دونوں کی روایات موجود ہیں کہ جب رسولؐ اللہ سے پوچھا گیا: قربیٰ کون ہیں؟ تو رسولؐ نے فرمایا: وہ فاطمہؑ،علیؑ اور ان کے دونوںؑ بیٹے ہیں۔

یہاں قابل توجہ بات یہ ہے کہ آپ کو خدا کی جانب یہ حکم ہوا کہ آپؐ اس کے علاوہ کوئی اور اجر قبول ہی نہ کریں،اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کے نزدیک کوئی ایسی چیز ہی نہ تھی کہ جو اس عظیم محنت کا اجر ہو سکتی۔

سوال نمبر (۳):

آیت مباہلہ میں آیا ہے:

فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْهِ مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَ کَ مِنَ الْعِلْم فَقُلْ تَعَالُوا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَآءَ کُمْ وَ نِسَاءَ نَا وَ نِسَاءَ کُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ ٥

(سورۃ ال عمرآن آیت ۶۱)

ترجمہ: تو جو بھی آپؐ کے پاس علم آ جانے کے بعد اس (حضرت عیسیٰؑ کے بارے) میں جھگڑا کرے تو فرما دیئے، آؤ ہم اپنے بیٹے لاتے ہیں تم اپنے بیٹے لاؤ، ہم اپنی عورتیں لاتے ہیں، تم اپنی عورتیں لے آؤ اور ہم اپنے نفسوں کو لاتے ہیں تم اپنے نفسوں کو لے آؤ پھر ہم مبالہ (گڑ گڑا کر دعا) کرتے ہیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کرتے ہیں۔

اس آیت مجیدہ میں جمع کے صیغوں کو مفرد اور تثنیہ کے لیے کیوں استعمال کیا گیا ہے؟ جبکہ عربی زبان میں، مفرد، تثنیہ اور جمع کیلئے الگ الگ الفاظ موجود ہیں۔

جواب:

بسمہ تعالی۔عربی زبان میں کسی چیز کی تعظیم کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے، ایسا قرآن مجید میں بہت سے مقام پر موجود ہے جیسے انا نحن نزلنا الذکر...... اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر...... وغیرہ اور یہاں بھی اہلبیتؑ کی تعظیم کے پیش نظر جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

سوال نمبر (۴):

ہم مباہلہ کے قصہ میں پڑھتے ہیں کہ رسولؐ نے بی بی فاطمۃ الزہراؑء ،ان کے شوہر اور ان کے بیٹوں سے فرمایا کہ جب میں دعا کروں تو تم ''آمین'' کہنا۔ بعض علماء نے رسولؐ کے اس فرمان کی علت یوں بیان کی ہے:

اس کا مطلب یہ ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ میری دعا، میری صفت خاتم النبینؐ ہونے کی وجہ سے قبول ہوگی لیکن اس میں بی بی فاطمہ الزہراؑ اور دیگر ان کی ''آمین'' شامل کرنا ضروری ہے تو یونہی وحی ٹھہری اور سنت بھی یونہی جاری ہوئی کہ سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کی دعا، رسولؐ کی دعا کیلئے شرط ہوگئی۔ اور مقتضی کیلئے محال ہے کہ وہ شرط کے بغیر اثر کرے۔ پس نصرانیوں کے ساتھ اس مباہلہ میں ضروری تھا کہ رسالت مآب دست دعا بلند فرمائیں اور باقی چار ہستیاں بھی آپؐ کی دعا میں شریک ہوں تا کہ آپؐ کی دعا قبول ہو جائے۔ اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ ۔ یہ نظریہ صحیح بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن اس بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

ہوسکتا ہے کہ آپؐ کا یہ عمل مخالفین پر اپنی صداقت ثابت کرنے کے لیے ایک تاکیدی انداز ہو، کہ رسولؐ نے نصرانیوں سے مباہلہ کیلئے اپنے پیاروں اور جگر گوششوں کو پیش کیا تا کہ یہ عمل آپؐ کی صداقت پر بین دلیل ہو۔

سوال نمبر (۵):

اہل سنت حضرات کہتے ہیں کہ آیت تطہیر میں اہلبیت سے مراد

'ازواج' ہیں۔ کیونکہ آیت کے شروع میں خطاب ازواج سے ہے۔ اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ اس آیت کے پہلے حصے میں واقعاً خطاب ازواج سے ہے لیکن یہاں پہنچ کر صیغہء خطاب مونث سے مذکر ہوگیا ہے اور یہی اقوی دلیل ہے کہ اس سے مراد ازواج نہیں ہیں نیز آیت کے سیاق کے اختلاف سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں ازواج مراد نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ دسیوں احادیث معتبرہ اہل سنت کے طرق سے اور حضرت ام سلمہؓ، عائشہ، ابو سعید خدریؓ، ابن عباسؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ وغیرہ جیسے صحابہ وصحابیات سے مروی ہیں۔ اور وہ وہ سب احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اہلبیت سے مراد یہاں اصحاب کساءؑ ہی ہیں۔

پس یہ روایات اور سیاقی اختلاف ہمارے مقصد کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

سوال نمبر (٦):

آیت تطہیر میں رجس سے کیا مراد ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ رجس سے مرا نجاست معنوی ہے یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ رجس ایک نفسانی خواہشات کا وہ عمل ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کا دل باطل

عقیدے اور برے اعمال کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔ یہاں ''لام'' جنسیہ ہے جو اھلبیتؑ سے ہر قسم کے رجس کی دوری پر دلالت کرتا ہے اور اسی کو ہم ''عصمت'' کہتے ہیں۔

سوال نمبر (۷):

بعض مخالفین سورۃ مائدہ کی وضو والی آیت کے اس حصے (لکن یرید لیطھرکم......) سے، آیت تطھیر کے بارے میں ہمارے موقف کے خلاف دلیل لاتے ہیں کہ اگر طہارت سے مراد ''معصوم'' ہونا ہے، تو اس آیت کے مطابق تو سارے مومن مسلمان معصوم ہیں۔

حالانکہ کوئی عقلمند اس بات کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں......؟

جواب:

بسمہ تعالی:۔

اس سوال میں مذکورہ آیت سے مراد صرف طہارت تشریعی ہے کہ جو وضو، غسل یا تیمّم سے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ بات ہر اس پر واضح ہوجائے گی کہ جو اس آیت کو ذرا غور سے پڑھے گا۔

اور سب عقل مند خوب جانتے ہیں کہ عصمت اور چیز ہے اور وضو یا غسل وغیرہ والی طہارت اور چیز۔

مزید یہ کہ آیت تطھیر کے شروع میں کلمہ حصر (اِنَّما) موجود ہے کہ جو خصوصیت کے ساتھ اہلبیت سے ہر قسم کے رجس کی دوری پر دلالت کرتا ہے۔

یہاں اہل بیتؑ میں ازواج شامل نہیں، کیونکہ آیت میں صیغہ مذکر

کا ہے اور اس کے علاوہ شیعہ و سنی طرق سے بہت سی روایات موجود ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ یہ آیت حضرت علیؑ، فاطمہؑ اور حسنینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

بعض محققین کے مطابق اس بارے میں ۷۰ سے زائد احادیث مروی ہیں اور اس بارے میں اہل سنت کے طرق سے زیادہ روایات ہیں۔ اہل سنت نے ان احادیث کو حضرت ام مسلمہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابو سعید الخدریؓ، وائلہ الاسقعؓ، ابوحمراء، ابن عباسؓ، ثوبانؓ عبداللہ بن جعفرؓ، حضرت علیؑ اور امام حسن بن علیؑ سے تقریباً ۴۰ طرق سے روایت کیا ہے۔ اور شیعہ علماءؒ نے حضرت علیؑ، امام سجادؑ، امام محمد باقرؑ، امام علی رضاؑ، امام جعفر صادقؑ اور حضرت ام سلمہؓ وغیرہ سے ۳۰ سے اوپر طرق سے روایت کیا۔ اور سب میں یہی ہے کہ یہ آیت انہی پانچ افراد کے بارے میں نازل ہوئی۔

☆☆☆

دوسرا باب:

سیدہ زہراؑ احادیث شریفہ میں

سوال نمبر (۱):

درجہ ذیل حدیث کی تفسیر کیا ہے؟

(لَولاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلاکَ وَلَولا عَلِیٌّ لَمَا خَلَقْتُکَ وَلَوْلا فَاطِمَۃَ لَمَا خَلَقْتُکُمَا)

ترجمہ: (اے نبی!) اگر آپؐ نہ ہوتے تو میں آسمان نہ بناتا، اگر علیؑ ابن ابی طالب نہ ہوتے تو میں آپ کو خلق نہ کرتا اور اگر سیدہ فاطمۃ الزہراؑ نہ ہوتیں تو میں تم دونوں کو نہ بناتا۔

جواب:

بسمہ تعالی۔ شیعہ علماء اس بات پر متفق ہیں اور بہت سے اہل سنت علماء بھی یہی کہتے ہیں کہ جناب صدیقہ طاہرہؑ کا اصلی مادہ اس دنیا سے نہیں بنا۔ بلکہ وہ جنت کے ایک بہترین درخت کا پھل تھا، پھر اس بدن کے مناسب ایک روح کو خدا نے حضرت فاطمۃؑ الزہراؑ کیلئے چنا اور وہ خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے جسے ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اس بارے میں ہم تھوڑی بہت رہنمائی ان اخبار سے لیتے ہیں کہ جن میں بیان ہے کہ ان کی روح خدا کے نور عظمت سے

خلق ہوئی......

جیسا کہ کتاب ''معانی الاخبار'' میں، امام جعفر صادقؑ نے اپنے نانا رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: حضرت فاطمۃ الزہراؑ کا نور، زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے خلق ہوا بعض لوگوں نے کہا: اے خدا کے نبیؐ!، کیا وہ انسانوں میں سے نہیں ہیں؟ تو رسولؐ نے فرمایا: وہ انسانی حور ہیں اور خدا نے عالم ارواح میں ان کو حضرت آدمؑ کی تخلیق سے پہلے خلق کیا۔

ہمارے اسی بیان سے اس حدیث قدسی کا معنی ظاہر ہو جاتا ہے کہ جو بہت سی روایات کی کتابوں میں موجود ہے:

لولاک لما خلقت الافلاک ولولا علی لما خلقتک ولوا فاطمة لما خلقتکما

نیز اس پر مزید روشنی وہ اخبار ڈالتی ہیں کہ جو سب سے پہلے جنت میں حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے داخل ہونے کو بیان کرتیں ہیں۔ روایات میں آیا ہے کہ جب حضرت فاطمۃؑ الزہراء جنت میں داخل ہوگی تو حضرت آدمؑ اور تمام انبیاءؑ حتی کہ رسول اللہ بھی بی بی پاکؑ کی زیارت کے لیے آئیں گے۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ لوگوں کا حساب پورا ہونے کے بعد سب سے پہلے حضرت محمدؐ جنت میں جائیں گے اور ان کے آگے آگے صرف بی بی فاطمۃ الزہراءؑ کی سواری ہوگی۔

سوال نمبر (۲):

کتاب ''عوالم فاطمۃ الزہراءؑ'' میں فاضل مرندی کی کتاب ''مجمع

النورین'' اور علامہ نباطی الفتونی کی کتاب ''ضیاء العالمین'' سے نقل کیا گیا ہے:

''لولاک لماخلقتِ الافلاک ، ولو لا علی لما خلقتک ولو لا فاطمۃ لما خلقتکما''

کیا اس حدیث میں کوئی مانع فلسفی موجود ہے جیسا کہ کوئی چیز خود اپنے آپ پر مقدم ہو...... یا کوئی اور مانع؟ اور کیا فلسفی اعتبار سے اس حدیث کو قبول کرنا درست ہے؟

خلاصہ یہ کہ کیا اس حدیث کی کوئی صحیح تاویل ممکن ہے؟ کیونکہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسلماتِ عقیدہ کے خلاف ہے اور اس حدیث کے قائل ہو کر تمام علماء گمراہ ہو رہے ہیں۔

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ یہاں مانع علت موجود ہے، نہ کہ مانع غایت۔ اگر یہاں علت سے مراد علت غائی لی جائے، تو اس تحقیق کو یہاں بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے...... جیسا کہ مانع فلسفی علت موجبہ میں سمجھا جا رہا ہے...... بظاہر اگر یہ دیکھا جائے کہ معصومینؑ ھی اس کائنات کی تخلیق کی علت ہیں تو اس میں کوئی شک و شبہے والی بات نہیں...... اس حدیث کی صحیح توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ رسول اللہؐ کا تمام موجودات سے افضل ہونا، انسانوں کی سعادت اور نیک بختی کا سبب ہونا، بلند مقامات حاصل کرنا اور معنوی کمالات و حیاتِ ابدی کا پانا، حضرت علی ابن ابی طالبؑ اور بی بی فاطمۃ الزہراء ام ابیھاؑ کے وجود کی وجہ سے ہے۔ اور خود خداوند متعال نے قرآن مجید میں حضرت علیؑ کی ولایت کے بارے میں

رسول کو خطاب کر کے فرمایا ہے: وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَه‘

یعنی اگر اے رسولؐ آپؐ نے حضرت علیؑ کی ولایت کا عملی اعلان کر کے نہ دیکھایا تو آپؐ نے خدا کا پیغام ہی نہیں پہنچایا۔

مزید یہ کہ ایک اور حدیث مبارکہ میں رسولؐ نے حضرت فاطمۃ الزہراؑء کو ''اُمّ اَبِیْھَا'' فرمایا ہے۔ مطلب یہ کہ اس دنیا اور جو کچھ اس میں سے سب کی خلقت کی بڑی علت یہی اہلبیتؑ ہیں۔

ہمارے اس بیان سے واضح ہو گیا کہ یہ حدیث ہرگز مسلماتِ عقیدہ کے مخالف نہیں ہے اور اس کا قائل بھی گمراہ نہیں ہے۔

سوال نمبر (۳):

کیا آپ کے نزدیک یہ حدیث قدسی صحیح طور پر ثابت ہے؟

یا احمد لالوک لما خلقت الا فلاک و لولا علی لما خلقتک ولولا فاطمة لَما خَلَقْتُکُمَا

جواب:

بسمہ تعالی۔ پہلا فقرہ **لولاک لما خلقت الافلاک** ''ہماری اور اہلسنت کی بہت سی کتابوں میں وارد ہے، قندوزوی حنفی نے اسے ذکر کیا ہے اور عجلونی نے اس کو صحیح المعنی قرار دیا ہے، دوسرا فقرہ علامہ وحید بہبہانیؒ کی کتاب میں موجود ہے اور تیسرا فقرہ فاضل مرندیؒ نے ''بحر المعارف'' سے اپنی کتاب ''مجمع النورین'' میں نقل کیا ہے۔ معنی کی وضاحت کے بعد اس حدیث میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ

ذواتِ مقدسہؑ تمام موجوداتِ تکوینیہ کا ثمرہ ہیں اور ہر چیز کی خلقت کی علت غائی ہیں۔

سوال نمبر (۴):

اس حدیث کی سند اور متن کہاں تک صحیح ہے؟

جواب:

بسمہ تعالی۔ اگر چہ یہ حدیث ہمیں معتبر سند کے ساتھ نہیں ملی لیکن اس کا مضمون بہت سی دوسری صحیح السند روایات میں موجود ہے اور ان میں سے دلیل کیلئے حدیث کساء مشہور ہی کافی ہے۔

سوال نمبر (۵):

اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟

فَاطِمَۃُ اَحَبُّ اِلَیَّ وَعَلِیٌّ اَعَزُّ عَلَیَّ.

ترجمہ: فاطمۃ الزہراؑء میری بہت ہی پیاری (بیٹی) ہیں اور علیؑ میرے عزیز ہیں۔)

جواب:

بسمہ تعالی۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں محبت اور عزت میں ملازمہ بیان کرنا مقصود ہے، کیونکہ جو کسی کا محبوب ہوتا ہے وہی اس کے نزدیک عزیز ہوتا ہے اور جو عزیز ہوتا ہے وہی محبوب ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ جب رسولؐ نے یہ فرمایا: فاطمۃ احب الی وعلیؑ اعز علی" تو آپ کا مقصد اپنے بھائی اور بیٹی

میں برابری بیان کرنا تھا کہ یہ دونوں آپؐ کے نزدیک ایک جیسے پیارے ہیں۔

اور یہ تعبیر کا ایک فن ہے کہ جس میں خوبصورت مطلب کو خوبصورت الفاظ کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر(٦):

رسولؐ نے حضرت فاطمۃ الزہراؑ کو"ام ابیھا" کا لقب دیا۔اس کی کیا وجہ ہے؟اور اس سے کیا مراد ہے؟

جواب:

بسمہ تعالی۔بہت سے علماء نے تصریح کی ہے ان میں صدر الحفاظ شافعی بھی ہیں کہ جنہوں نے کفایۃ الطالب میں تحریر کیا ہے کہ رسولؐ حضرت فاطمۃ الزہراؑ کو ام ابیھا" کہا کرتے تھے۔

اس کا سبب لفظ (ام) کے معنی اور مورد استعمال سے ظاہر ہوگا ،اہل عرب ہر جامع اور مکمل امر کو یا ایسا امر جس کے بہت سے توابع (نتائج) ہوں اسے "ام" کہا کرتے تھے۔مثلاً جس چمڑے میں دماغ ہوتا ہے اس کو (ام الرأس) کہا جاتا ہے لشکر کا وہ جھنڈا کہ جس کے نیچے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اسے (أمّا) کہا جاتا ہے اور قرآن مجید میں لوح محفوظ کو" ام الکتاب "کہا گیا ہے۔

اور جناب فاطمۃ الزہراؑ میں وہ نور اکٹھا ہوگیا تھا کہ جو حضرت عبداللہؑ اور حضرت ابو طالبؑ میں جدا ہوا تھا، اسی لیے رسول اللہؐ نے آپؑ کو "ام ابیھا" کہا ہے۔

سوال نمبر(۷):

امام زین العابدینؑ سے مروی اس روایت کا کیا معنی ہے؟

وَلَمْ یُولَدْ لِرَسُولِ اللّٰہِ مِنْ خَدِیجَۃَ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ اِلاَّ فَاطِمَۃُ

ترجمہ: رسولؐ کیلئے حضرت خدیجہؓ سے، حضرت فاطمہ الزہراءؑ کے علاوہ کوئی بھی فطرت اسلام پر پیدا نہ ہوا۔

جواب:

بسمہ تعالی۔ظاہر یہ ہے کہ اس میں ایک اشارہ موجود ہے کہ جو حضرت فاطمہ الزہراؑ اور ان کے دوسرے بھائیوں میں فرق بیان کرتا ہے۔ کیونکہ وہ نبیؐ کی بعثت سے پہلے پیدا ہوئے تھے اور بی بیؑ کی ولادت سرکار رسالت مآبؐ کی بعثت کے بعد ہوئی۔

سوال نمبر(۸):

بعض علماء اس حدیث "اِنَّ فَاطِمَۃَ صِدِّیقَۃٌ شَھِیْدَۃٌ" کے بارے میں سوال اُٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں، اگر اس سے مراد وہ شھادت ہے کہ جسے فقہ شھادت کہتی ہے تو یہ بالکل غلط ہے، کیونکہ فقہ میں تو شہید اس کو کہا جاتا ہے کہ جو میدان جنگ میں مارا جائے

اور اگر اس سے مراد معنی تنزیلی ہے۔ یعنی انہیں شہید کا ثواب ملے گا، تو اس میں تو بی بی پاک کیلئے کوئی عظمت نہیں کیونکہ اس میں تو عام عورتیں بھی شریک

ہیں، کیونکہ کچھ مخصوص بیماریوں میں مر جانے والی عورتوں بھی کو شہادت کو ثواب ملتا ہے...... جب یہ دونوں معانی ثابت نہیں ہو سکے تو یہ تیسرا معنی معین ہو گیا کہ شہادت سے مراد وہ بلند مقام ہے کہ جس میں وہ انبیاءؑ، صدیقین اور ان شہداء کی صف میں شامل ہوں گی کہ جو لوگوں کے اعمال پر گواہ ہوتے ہیں۔

اس بنا پر تو یہ حدیث بی بی فاطمۃ الزہراؑ کی مظلومیت کو بیان نہیں کرتی۔ اس بارے آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:

بسمہ تعالی۔ شہید وہ ہوتا ہے کہ جو حق کا دفاع کرتے ہوئے۔ تلوار یا ضرب یا اس کے علاوہ کسی اور چیز سے مارا جائے۔ ہاں عدم تغسیل و تکفین کے فقہی احکام اس کے ساتھ خاص ہیں کہ جو معرکہ میں مارا جائے

ہمارے نزدیک جناب سیدہؑ شہید ہیں، مثلاً کیا کوئی یہ سوچ سکتا ہے؟ کہ حضرت امیر المومنینؑ شہید نہ تھے کیونکہ وہ میدان جنگ میں نہیں مارے گئے؟!

بہر حال بی بی پاکؑ کے ضرب سے شہید ہونے کے بارے میں نصوصِ مستفیضہ موجود ہیں۔ جیسا کہ کامل الزیارات میں حماد بن عثمان نے امام جعفر صادقؑ سے وہ راز بیان کیا ہے کہ جو شب معراج رسول کو بتایا گیا تھا۔ اس میں آیا ہے: (اے محمدؐ) تمہاری بیٹی پر ظلم کیا جائے گا۔ ان کو مارا جائے اور وہ حالت حمل میں ہوں گی، تو اس ضرب کی شدت سے ان کے بطن اقدس سے بچہ گر کر شہید ہو جائے گا اور وہ اسی ضرب سے وفات پا جائیں گی۔ اسی طرح کی اور بھی روایات موجود ہیں۔

سوال نمبر (۹):

آئمہ اور اہلبیتؑ کی احادیث میں آیا ہے۔

نَحنُ حُجَّةُ اللّٰهِ وَ فَاطِمَةُ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَينَا

ہم (مخلوق پر) خدا کی حجت ہیں اور حضرت فاطمہ الزہراؑء ہم (آئمہؑ) پر حجت ہیں یہاں حجت سے کیا مراد ہے؟

جواب:

بسمہ تعالی۔ یہاں ظاہر تو یہ ہے کہ حجت سے مراد لغوی معنی ہے کہ جس کے ذریعے کسی پر حجت و دلیل لائی جا سکے۔ جیسا کہ آئمہؑ مخلوق خدا پر، خدا کی حجتیں ہیں اور خدا ان کے ذریعے اپنے بندوں پر حجت تمام کرتا ہے اسی طرح جناب سیدہؑ اپنے بیٹوں پر خدا کی حجت ہیں اور ان کے حجت ہونے کا مطلب یہ ہے وہ آئمہؑ کیلئے علم الٰہی کے فیض کا ایک واسطہ اور ذریعہ ہیں۔ جیسا کہ ان روایات سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو مصحف فاطمہؑ کے بارے میں ہیں اور یہ وضاحت کرتیں ہیں آئمہؑ بعض اوقات کچھ شرعی مسائل کی نسبت مصحف فاطمہؑ کی طرف دیتے تھے۔ جیسا کہ امام جعفر صادقؑ سے ان چچا کے بیٹے عبداللہ بن الحسن نے سوال کیا: آپؑ نے یہ مسئلہ کہاں سے اخذ کیا؟ تو امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: میں نے یہ مسئلہ تمہاری ماں فاطمۃ الزہراءؑ کی کتاب میں پڑھا ہے۔ بنابرایں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بی بی فاطمہؑ اپنے علم کی وجہ سے اپنے بیٹوں پر حجت ہیں۔

سوال نمبر (۱۰):

جناب سیدہ زہراؑ کی زیارت میں آیا ہے یا ممتحنہ امتحنک اللہ...... قد طھر بولایتک یہاں امتحان سے کیا مراد ہے؟ اور ہمارے نفوس کی طہارت کا بی بی پاکؑ کی ولایت سے تعلق ہے؟

جواب:

بسمہ تعالی۔ یہاں امتحان سے مراد وہ آزمائشیں ہیں کہ جو آپؑ کے والد بزرگوار کی وفات کے بعد آپؑ پر آئیں، مثلاً آپؑ کے شوہر کا حق غصب کیا گیا، باغ فدک چھین لیا گیا اور آپؑ کے دروازے پر لوگوں کا ہجوم آیا اور یوں آپؑ کو اذیت پہنچائی گئی۔

اور بی بی پاکؑ کی ولایت و محبت سے نفس کے پاک ہونے کے بارے میں چند احتمال پائے جاتے ہیں اور ان میں سب سے واضح یہ ہے کہ شاید اس سے مراد یہ ہو کہ جو بھی اس گھرانے خصوصاً بی بی پاکؑ سے ولایت وعقیدت رکھے وہ آل رسولؐ کے بغض کی اس نجاست سے بچ جاتا ہے جس میں غیر موالی مبتلاء ہوتے ہیں۔ کیونکہ جس نے بی بی پاکؑ سے بغض رکھا تو اس سے رسول خداؐ سے بغض رکھا۔ اور اس نجاست سے بڑھ کر اور کونسی نجاست ہوگی؟

☆☆☆

تیسرا باب:

سیدہ فاطمۃ الزہراؑء کے کمالات وفضائل

سوال نمبر(۱):

بعض لوگ ان روایات میں شک ظاہر کرتے ہیں کہ جو حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے عالم انوار میں زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے نور کی صورت میں موجود ہونے کو بتاتی ہیں۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:

بسمہ تعالی۔ ہماری تحقیق کے مطابق بہت سی ایسی روایات موجود ہیں اور وہ معتبر بھی ہیں۔ اگر شک کرنے والا ان روایات کو ملاحظہ کرنے کے بعد بھی اپنے شک پر باقی رہے تو میں اسے کہوں گا: تیرے لیے تیرا دین اور میرے لیے میرا دین۔ اور اگر شک کرنے والا ان روایات سے لاعلمی کی وجہ سے شک کرے تو اسے چاہیے کہ کسی عالم ربانی اور روحانی طبیب کے پاس جائے اور اس شک والی بیماری سے چھٹکارا حاصل کرے۔

☆☆☆

سوال نمبر(۲):

حدیث کساء شریف کے ان الفاظ (مَاخَلَقْتُ سَمَآءً مَبْنِيَّةً وَلَا اَرْضاً مَدْحِيَّةً...... اِلَّا فِي مُحَبَّةِ هٰؤُلَآءِ الْخَمْسَةِ هُمْ فَاطِمَةٌ وَ اَبُوهَا وَ

بَعْلُهَا و بَنُوهَا) سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام مخلوقات، آل محمدؐ کی محبت کی وجہ سے خلق ہوئیں۔ اس بنا پر ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ ناصبی اور آل محمدؐ سے بغض رکھنے والے، آل محمدؐ کی محبت میں پیدا ہوئے ہیں؟

جواب:

بسمہ تعالی۔ حدیث کساء کی اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ خداوند متعال نے جناب صدیقہ زہراؑ اور ان کے گھرانے کا صدقہ تمام مخلوقات کو خلق کیا اور بس۔ اس کی وضاحت یوں کی جا سکتی ہے کہ خدا نے اس عالم آب و گل کو انسان کی آزمائش کا مرکز بنایا اور انسان کو ارتقا دینے کیلئے خیر و شر کا میدان دیا۔ تا کہ اس آزمائش کے عمل سے انسان کمال کے عروج پر پہنچ جائے...... پس یہ سب آل محمدؐ کا صدقہ وجود میں آیا اور خیر و شر، برا و بھلا، نیک و بد اور عادل و ظالم وغیرہ آل محمدؐ ہی کیوجہ سے خلق ہوئے۔

سوال نمبر (۲):

اصول کافی کی ''کتاب الحجت'' باب ''مولد الامام'' میں ایک حدیث آئی ہے۔ جو کہ درجہ ذیل ہے۔

''خداوند متعال اپنی واحدانیت کے ساتھ علیحدہ تھا پھر اس نے حضرت محمدؐ، حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ الزہراءؑ کو خلق فرمایا پھر وہ ایک ہزار سال اسی طرح رہے (یعنی ایک خدا تھا اور دوسرے یہ تھے) پھر اس نے تمام چیزوں کو خلق کیا، اور ان کو ان مخلوقات کی تخلیق پر گواہ بنایا پھر ان کی اطاعت ان مخلوقات پر جاری (واجب) کیا اور ان کے امور کو ان ذوات مقدسہ کے سپرد

کر دیا، تو وہ جسے چاہتے ہیں حلال کرتے اور جسے چاہتے ہیں حرام کرتے ہیں لیکن وہ (محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ) وہی کچھ چاہتے ہیں کہ جو خدا چاہتا ہے۔"

کیا اس حدیث سے آل محمدؐ ولایت تشریعی ثابت ہوتی ہے؟

مذکورہ بالا حدیث اور اس حدیث "**حلال محمد حلال الی یوم القیامة و حرام محمد حرام الی یوم القیامة**" کو ایک ساتھ کس طرح صحیح تسلیم کریں گے؟ کیا یہ دونوں حدیثیں آپس میں سے نہیں ٹکراتیں؟

جواب:

بسمہ تعالی۔ پہلی حدیث سے مراد آئمہؑ کا شرعی اصولوں کا پابند ہونا اور اسے دوسروں کے لیے بیان کرتا ہے۔ کیونکہ وہ خود تو شریعت نہیں بناتے۔ اور اس حدیث کے اس جملے" ان کی مشیت، خدا کی مشیت ہے" سے بھی یہی مطلب سامنے آتا ہے۔ اور یوں دونوں حدیثیں اپنے، اپنے مقام پر صحیح قرار پاتی ہیں اور ان میں کسی قسم کا تعارض یا ٹکراؤ سامنے نہیں آتا۔

سوال نمبر (۳):

میں جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کے علم کے بارے میں معرفت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ یوں تو میرا ایمان ہے کہ وہ تمام جہانوں کی خواتین کی سردار ہیں اور جو علم رسولؐ خدا کا وہ علم ان کا ہے لیکن اس بارے میں میں کوئی حدیث جاننا چاہتا ہوں کہ جو جناب سیدہؑ کا علم بیان کرے۔

جواب:

بسمہ تعالی۔ جس ہستی کی روح مقدسہ علم الٰہی کا خزانہ ہو تو کس کے بس میں ہے کہ وہ ان کے علم کی مقدار کے بارے میں جان سکے۔ ہم نے جناب سیدہؑ کے علم کے بارے میں چند احادیث پڑھی ہیں۔ مثلاً کتاب ''عیون المعجزات'' میں حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت عمار یاسرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک دن بی بی فاطمۃ الزہراؑ نے حضرت امیر المومنینؑ کو بلایا اور ان سے فرمایا: میرے قریب آئیں تاکہ میں آپؑ کو اس کے بارے میں بتاؤں کہ جو اب تک ہو چکا ہے اور جو قیام قیامت تک ہوگا۔

اسی کتاب میں ایک اور حدیث آئی ہے کہ بی بی فاطمہ الزہراؑ فرماتی ہیں میں اس (خدا کے) نور سے ہوں، جو ہو چکا ہے اسے بھی جانتی ہوں اور جو قیام قیامت ہوگا اسے بھی جانتی ہوں۔

اسی لیے مشہور حدیث میں آیا ہے کہ خدا اس سے راضی ہے جس سے بی بی فاطمۃ الزہراؑ راضی ہیں اور جس پر بی بی پاکؑ ناراض ہیں خدا اس سے ناراض ہے۔ پس خوشی اور ناراضگی کا خدا اور بی بیؑ پاک کے نزدیک ایک جیسا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ بی بی فاطمہ الزہراؑ کو خدا کی رضا اور ناراضی کے موارد کا پورا پورا علم ہے۔

سوال نمبر (۴):

کیا اہل بیتؑ کے تمام افراد ''معصوم'' ہیں؟

جواب:

بسمہ تعالی۔ بارہ اماموںؑ اور بی بی فاطمۃ الزہراؑ کا نبیؐ کی طرح

عصمت کے اعلیٰ ترین درجے پر فائز ہونا، ضروریات واضحہ میں سے ہے یعنی شیعہ ہونے کے لیے انہیں ''معصوم'' ماننا ضروری ہے۔

سوال نمبر (۵):

جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کو ''عصمۃ اللہ الکبریٰ'' کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ یہ تعبیر نصوص دینیہ میں وارد نہیں لیکن، بلا اشکال صحیح ہے۔ کیونکہ اس میں شک نہیں کہ بی بی پاکؑ ''عصمت الٰہیہ کبریٰ'' کا مجلیٰ ہیں۔

سوال نمبر (٦):

کیا جناب سیدہؑ نسوانی عوارض میں دوسری عورتوں کی طرح ہیں؟ اور اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو جناب سیدہؑ کی ''عصمت'' یا صفت ''بتول'' کا منکر ہو؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ جناب سیدہؑ فاطمۃ الزہراء کے ''بتول'' ہونے کے بارے میں کافی نصوص موجود ہیں۔ اس بارے میں کسی شیعہ عالم نے شک کا اظہار نہیں حتی کہ شیعہ عوام بھی اس شک وشبہے کا اظہار نہیں کرتے۔

اور ان کے ''معصوم اور بتول ہونے'' کا انکار کرنے والے اگر عالم ہو تو میں اسے شیعہ ہی نہیں سمجھتا۔ کیونکہ بی بی پاکؑ کی یہ دونوں صفات واضح

دلائل سے ثابت ہیں۔

سوال نمبر (۷):

سیوطی نے اپنی کتاب ''مسند فاطمہؑ'' میں حضرت بی بی فاطمۃ الزہراؑ سے روایت کی ہے کہ بی بی پاکؑ فرماتیں ہیں ایک صبح میں بستر پر لیٹی ہوئی تھی، میرے پاس سے میرے بابا رسولؐ خدا گزرے اور مجھے پاؤں سے حرکت دے کر فرمایا: اے پیاری بیٹی اٹھو ! اپنے رب کا رزق (نعمت) دیکھو اور غافلوں میں سے نہ بنو! بے شک خداوند متعال طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان لوگوں کے رزق تقسیم کرتا ہے۔

کیا آپ کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے؟

جواب:

بسمہ تعالی۔ جو روایت صرف اہل سنت کی کتابوں میں موجود ہو اس کا اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور یہ روایت بھی ایسی ہی روایات میں سے ایک ہے۔ اس کی دلالت بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ بی بی پاکؑ نے ایک مکروہ کام کیا (یعنی بین الطلوعین سوئیں) حالانکہ جناب سیدہؑ معصوم ہیں اور یہ عمل ان کی عصمت کے شایان شان نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ اس حدیث کے مطابق رسولؐ نے بی بی پاکؑ کو پاؤں کی ٹھوکر سے بیدار کیا اور یہ عمل رسولؐ اللہ کے اخلاق کے منافی ہے۔۔۔

سوال نمبر (۸):

جناب سیدہ زہراؑء اور لیلۃ القدر میں کیا تعلق ہے؟

جواب:

بسمہ تعالی۔علامہ فیض کاشانی "تفسیر صافی میں سورہ الدخان کی ان آیات (حٰمٓ و الْکِتَابِ الْمُبِیْنِ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِی لَیْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ، فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْم) کے ذیل میں امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت ہے کہ ایک نصرانی نے امام موسیٰ کاظمؑ سے اس آیت کی باطنی تفسیر پوچھی تو امامؑ نے فرمایا: **حٰمٓ** سے مراد حضرت محمدؐ، "**الکتاب المبین**" سے مراد حضرت علیؑ ہیں اور "**اللیلة** سے مراد حضرت فاطمۃ الزہراؑء ہیں...... اور ان میں سے تیسرے سے خیر کثیر نکلے گی......

پس اس روایت سے ظاہر ہوا کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہراء میں اور **لیلة القدر** میں ایک مشترک صفت موجود ہے اور وہ خیر کثیر کا ظرف ہوتا ہے۔

سوال نمبر (۹):

خداوند متعال نے حضرت مریمؑ بنت عمران کو تمام عورتوں کی سردار کہا ہے۔تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں؟ کہ سیدہ فاطمۃ الزہراؑ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں۔کیا ہمارا یہ نظریہ قرآن کی صریح آیت کے مخالف نہیں؟ اور ہم بعض احادیث سے یہ استدلال ہوتے ہیں کہ سیدہ مریم بنت عمرانؑ اپنے عالم کی عورتوں کی سردار ہیں۔کیا یہ احادیث صریح قرآن کے مخالف نہیں ہیں؟ ان احادیث کی کیا حیثیت ہے؟

جواب:

بسمہ تعالی۔سورہ آل عمران کی درجہ ذیل آیت مجیدہ (و اصطفاک علی نساء العالمین) سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ بقیہ تمام عورتوں سے افضل ہیں۔ لیکن علم اصول میں یہ نظریہ صحیحہ موجود ہے کہ عموم قرآنی کی تخصیص خبر واحد سے ہوسکتی ہے اور ہمارے پاس بہت سی اخبار آحاد موجود ہیں۔ جو دلالت کرتی ہیں کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؑ حضرت مریم بنت عمرانؑ سے افضل ہیں۔ پس یہ روایات سابقہ عموم قرآنی کی مخصص ہیں اور یہ مخالف قرآن نہیں ہے......

سوال نمبر (۱۰):

کیا سیدہ فاطمۃ الزہراؑ اپنے معصومؑ بیٹوں سے افضل ہیں؟

جواب:

بسمہ تعالی۔امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں ''ہم مخلوق پر خدا کی حجت ہیں اور ہماری ماں فاطمہؑ سلام اللہ علیہا ہم پر حجت ہیں۔'' اور معتبر اخبار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت فاطمۃ الزہراء جنت میں داخل ہوں گی اور ان کے بعد نبیؐ اور دیگر انبیاءؑ داخل ہوں گے۔ (ایسے اخبار و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ بی بی فاطمہؑ الزہراء سے معصوم بیٹوں سے افضل ہیں۔)

سوال نمبر (۱۱):

مصحفِ فاطمہؑ کیا ہے؟

جواب:

بسمہ تعالی۔ جب امامِ معصومؑ سے مصحف فاطمہؑ کے بارے میں پوچھا گیا تو امامؑ نے فرمایا: ''سیدہ فاطمۃ الزہراؑ اپنے باباؐ کی وفات کے بعد ۷۵ دن زندہ رہیں ۔ آپؑ اپنے باباؐ کی جدائی میں اکثر غمگین رہتی تو حضرت جبرائیلؑ آتے، انہیں ان کے باباؐ کی تعزیت پیش کرتے، انہیں ان کے باباؐ اور دوسری دنیا میں ان کے گھر کے بارے میں بتاتے اور جو کچھ ان کی ذریت میں مستقبل میں ہوگا وہ بتاتے تو حضرت علیؑ اسے لکھتے رہتے۔

اسے مصحف فاطمہؑ کہا جاتا ہے۔

ایک اور حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ مصحف فاطمہؑ حجم کے لحاظ سے اس قرآن کا تین گنا ہے۔

خدا کی قسم! اس میں قرآن مجید کا ایک حرف بھی نہیں اور نہ اس میں حلال وحرام کا تذکرہ ہے بلکہ اس میں مستقبل کی باتیں ہیں۔

اور، اب وہ مصحف، امام زمانہؑ کے پاس ہے۔

سوال نمبر (۱۲):

کیا مصحف فاطمہؑ وحی تھا؟

جواب:

بسمہ تعالی۔ یہ مصحف وحی تشریعی نہ تھا بلکہ وحی لغوی معنی کے اعتبار سے تھا، جیسا کہ خدا نے قرآن میں حضرت موسیٰؑ کو دودھ پلانے کیلئے ان کی ماں

کیطرف وحی کی۔

سوال نمبر (۱۳):

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؑ اسلام میں پہلی کاتبہ اور مصنفہ ہیں۔ اور اپنے اس موقف پر دلیل مصحف فاطمہؑ کو بناتے ہوئے یوں کہتے ہیں کہ آپ رسولؐ سے جو شرعی احکام سنتیں اسے لکھ لیتیں اور وہ اب ہم میں موجود نہیں بلکہ آئمہ اہلبیتؑ کے پاس ہے؟

جواب:

بسمہ تعالی۔ یہ مصحف نہ امامؑ نے لکھایا اور نہ ہی بی بیؑ نے اپنے بابا رسولؐ اللہ سے سن کر اس میں کچھ تحریر کیا تھا۔ بلکہ یہ بی بی پاکؑ پر ہونے والی خدا کی طرف سے ایک وحی تھی، امیر المومنینؑ اس وحی کو تحریر فرماتے تھے اور وہ مصحف اب امام زمانہؑ کے پاس ہے۔ اور سوال میں درج کی ہوئی کلام صحیح ہے (یعنی بی بی پاکؑ اسلام کے اولین کاتبوں میں سے ہیں۔)

سوال نمبر (۱۴):

اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمۃ الزہراؑ، سیدہ زینبؑ، حضرت خدیجہؑ، حضرت مریمؑ اور حضرت آسیہؑ زنِ فرعون کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ ان میں غیر عادی اور معجزانہ خصوصیات موجود تھیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان خواتین میں کوئی ایسی صفات وغیرہ موجود نہ تھیں بلکہ انہیں ماحول اور فطرتی حالات ایسے میسر ہوئے کہ وہ کمالات

کے اعلیٰ درجے پر پہنچ گئیں۔ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ ان میں کچھ غیبی خصوصیات موجود تھیں کہ جو ان کو عام لوگوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ یہ کلام صحیح نہیں ہے، بلکہ خدا نے سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کو مخصوص صفات سے نوازا تھا جو انہیں عام لوگوں سے ممتاز کرتی ہیں جیسے، وجود فاطمۃ الزہراؑ کا اس عالم سے نہ ہونا، رسولؐ خدا کا انہیں 'ام ابیھا'' کہنا اور رسولؐ خدا کی وفات کے بعد حضرت جبرائیلؑ کا ان کو تسلی و تعزیت دینا وغیرہ...... ان جیسا کوئی دوسرا نہیں اور ان کے علاوہ دوسری خواتین نے اپنے اعمال صالحہ کی بدولت بلند مقامات حاصل کیے۔

علامہ مامقانی " حضرت زینبؑ کے بارے میں لکھتے ہیں ''میں ان کو معصوم بھی نہیں کہتا اور عصمت کو ان سے جدا بھی نہیں سمجھتا۔''

سوال نمبر (۱۵):

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ''ہم مخلوق پر حجت ہیں اور ہماری ماں فاطمۃ الزہراؑ ہم پر حجت ہیں۔''

کیا اس فرمان کے تحت نماز میں بی بی فاطمۃ الزہراؑء کی اقتداء جائز ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ سیدہ فاطمۃ الزہراؑء عام انسان نہیں ہیں بلکہ وہ انسانی صورت میں ایک حور ہیں، دنیا کو خلق کرنے سے پہلے خدا نے ان کو اپنے نور سے خلق فرمایا، سب سے پہلے یہ جنت میں داخل ہوں گی، ان کے بعد سید المرسلینؐ اور دیگر انبیاءؑ داخل ہوں گے اور سب بی بیؑ کو سلام پیش کریں گے، پھر جنت میں اپنے اپنے مقامات کی طرف چلے جائیں گے۔

بہرحال ایسے سوالات سے بچنا بہت ہی بہتر ہے کیونکہ ایسے سوالات، سائل کیلئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

سوال (۱۶):

ہم بہت سے خطباء حضرات سے سنتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں "ہم چاہتے ہیں کہ ہماری عورتیں سیدہ فاطمۃ الزہراؑء اور بی بی زینبؑ کی طرح ہو جائیں۔ لیکن ان جیسا تو کوئی نہیں ہوسکتا؟

جواب: بسمہ تعالیٰ۔ یہاں ان کی سیرت پہ چلنا مراد ہے۔

☆☆☆

چوتھا باب:

جناب سیدہؑ کے حالاتِ زندگی

سوال نمبر(۱):

کیا رسولؐ خدا کی حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے علاوہ کوئی اور بیٹیاں ہیں؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ تحقیق کے بعد مجھے اطمینان حاصل ہوگیا کہ جو شیخ مفیدؒ اور سید مرتضیؒ نے اس بارے میں فرمایا وہ صحیح ہے کہ رسول اللہؐ کے شادی سے پہلے حضرت خدیجہؑ غیر شادی شدہ تھیں، اس وقت ان کی عمر بیس سال سے زیادہ نہ تھی اور جو بیٹیاں ان سے منسوب کی جاتی ہیں وہ ان کی بہن حالہ کی بیٹیاں تھیں۔

سوال نمبر(۲):

جناب سیدہؑ کا مہر کتنا تھا؟ اور کیا ان کا نکاح حضرت علیؑ کے ساتھ حکم خداوندی سے ہوا تھا؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ کافی شریف میں روایت ہے کہ رسولؐ نے حضرت فاطمۃ

الزہراؑء سے فرمایا: میں نے تمہارا نکاح (علیؑ سے) نہیں کیا بلکہ خدا نے آسمان پر تمہارا نکاح کیا اور جب تک زمین و آسمان ہیں، تمہارا مہر پانچ دنیاؤں کو قرار دیا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت علیؑ نے ۵۰۰ روپے میں اپنی زرہ بیچی اور وہ رقم مہر کے طور پر حضرت فاطمہ الزہراؑء کو پیش کی۔

سوال نمبر (۳):

اس تو کوئی شک نہیں کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمۃ الزہراؑ کا نکاح امر الٰہی سے طے پایا تھا۔ جیسا کہ حدیث مین آیا ہے ''زوج النور من النور'' یعنی نور کا نکاح نور سے کر دو۔ تو کیا عام لوگوں کا نکاح بھی قضائے الٰہی سے طے پاتا ہے؟

جواب:

بسمہ تعالی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر نکاح خدا کے قضاء وقدر کے تحت انجام پاتا ہے، لیکن ان دونوں کا نکاح صرف خدا کے قضاء وقدر سے طے نہیں پایا بلکہ خدا نے حضرت محمدؐ کو ان کے نکاح کا خصوصی حکم صادر کیا، آسمانوں پر بھی اس کا خاص اہتمام کیا اور یوں زمین و آسماں ان دونوں نوروں کی خوشی میں شریک ہوئے۔

سوال نمبر (۴):

کیا مومنین جنت میں جناب سیدہؑ کی زیارت کریں گے؟ اور کیا جن لوگوں نے خواب میں جناب سیدہؑ اور بی بی زینبؑ کو دیکھا؟ تو کیا واقعی

انہوں نے ان ہستیوں کو دیکھا ؟ یا نہیں

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ روایات میں ملتا ہے کہ بروز محشر جب سیدہ فاطمۃ الزہراءؑ پلِ صراط عبور کریں گی تو خداوند متعال کا حکم صادر ہوگا کہ اے اہل محشر، اپنی آنکھیں بند کر لو اور اپنے سر جھکا لو کہ فاطمہؑ بن محمدؐ پل صراط عبور کرنے لگی ہیں...... اور جنت میں ان کی رویت کا مسئلہ تو اس وقت حل ہوگا کہ جب ہم جنت میں جائیں گے۔

اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عالم خواب میں انہیں دیکھنا ناممکن ہے۔ جو دیکھنے کا دعویٰ کرے تو یہ اس کا وہم ہے۔

سوال نمبر (۵):

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسولؐ کی وفات سے پہلے بی بی فاطمۃ الزہراؑ نے اپنی زبان مبارک پر یہ اشعار جاری کیے

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ

ثمال الیتامی عصمة للارامل

تو رسولؐ نے انہیں منع فرمایا۔ کیا یہ روایت صحیح ہے؟ اگر یہ روایت صحیح ہے تو رسولؐ نے انہیں کیوں منع فرمایا تھا حالانکہ وہ خود معصومہ ہیں اور بلا محل کوئی بات نہیں کرتیں؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ ۔ ظاہر یہ ہے کہ نبیؐ نے شفقت سے اپنی لاڈلی بیٹی کو یہ اشعار پڑھنے سے منع فرمایا۔ اور آپؐ نے اپنی بیٹی کے غم کو ہلکا کرنے کے لیے اور تسلی دینے کیلئے ان اشعار کو زبان پر جاری کرنے منع فرمایا۔ کیونکہ یہ اشعار ایک عجیب اثر رکھتے تھے......

سوال نمبر (٦):

کچھ روایات میں آیا ہے کہ جناب سیدۃؑ حضرت سلمان محمدیؓ کو دیکھنے کی مشتاق رہتی تھیں۔ کیا ان روایات کو صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ میرے عقیدے کے مطابق ایسی تمام روایات جعلی اور بناوٹی ہیں اور ان کے جعلی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

سوال نمبر (٧):

ان روایات کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ جن کے مطابق روز عاشور بی بی فاطمۃ الزہراؑ اور سرور اعظمؐ مقتل امام حسینؑ میں موجود تھے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ ۔ اگر اس بارے میں روایات موجود نہ بھی ہوتیں تب بھی میرا یقین تھا کہ یہ ہستیاں روز عاشور کربلا، میں موجود تھیں، لیکن یہاں تو بہت سی روایات موجود ہیں، جو ان کے میدان کربلا میں ان کا موجود ہونا بتلائی ہیں ۔اس لیے اب کسی صاحب عقل و انصاف کے پاس اس میں شک کرنے کا

عذر باقی نہیں رہتا۔

سوال نمبر (۸):

کیا جناب محسنؑ بن علیؑ کو اہلبیتؑ میں سے شمار کیا جاتا ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ جی ہاں، حضرت محسنؑ بن علیؑ، اہلبیتؑ میں شمار کیے جاتے ہیں۔

سوال نمبر (۹):

حضرت فاطمۃ الزہراؑ کی خوشی کا دن کون سا ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ وہ دن کہ جس وہ شخص مرا کہ جس نے بی بی پاکؑ پر ظلم کیا اور ان کے بچے کی شہادت کا سبب بنا۔

سوال نمبر (۱۰):

وہ کون سی روایت ہے کہ جس کے مطابق ۹ ربیع الاوّل کو عید زہراؑ کہا جاتا ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ عید زہراؑ کے متعلق ایک روایت ہم تک پہنچی ہے، محدث نوری نے وہ روایت "مستدرک الوسائل" میں نقل کی ہے اور وہ احمد بن

اسحاق قمی کی روایت ہے، اگرچہ روایت کی سند ضعیف ہے لیکن اس کا متن ان مستحبات پر مشتمل ہے کہ جن میں "تسامح فی ادلۃ السنین" والا قاعدہ جاری ہوتا ہے......

سوال نمبر (۱۱):

شیخ عباس قمیؒ کی کتاب "مفاتیح الجنان" میں ۹ ربیع الاوّل کے اعمال میں درج ہے: یہ بہت بڑی عید کا دن ہے اس عید البقر کہتے ہیں...... روایت میں آیا ہے کہ آج کے دن جو بھی (فی سبیل اللہ کچھ) خرچ کرے تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے......

تو یہاں عید البقر سے کیا مراد ہے؟ اور اس دن کو یہ نام کیوں دیا گیا ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ اَلْبَقْر کا معنی پھٹ جانا ہے اور اس دن کو عید البقر اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس دن اس ظالم کا پیٹ چیرا گیا، جس نے بی بی سیدہؑ پر ظلم کیا...... حتی کہ بی بیؑ کی شہادت قریب آ گئی۔

جیسا کہ فریقین کی کتابوں میں روایات مستفیضہ موجود ہیں کہ ۹ ربیع الاوّل کو جلیل القدر تابعی ابولؤلؤہ نہاوندی نے اس کا پیٹ پھاڑ دیا، اس دن شیعوں نے خوشی منائی اور اسے عید البقر کہنے لگے کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ آج خدا نے بی بی پاکؑ کے دشمن سے انتقام لیا ہے اور امام زمانہؑ کا انتقام لینا ابھی باقی ہے۔

☆☆☆

پانچواں باب:

جنابِ سیدہؑ کی مظلومیت

سوال نمبر (۱):

کیا حضرت فاطمہ الزہراؑء کے پہلو کا زخمی ہونا محض ایک تاریخی قصہ ہے؟ یا اس کا عقیدے کے ساتھ بھی کوئی ربط ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ حضرت فاطمۃ الزہراؑء کا جو حق غصب کیا گیا اور جلتا ہوا دروازہ ان پر گرا کر انہیں زخمی کیا گیا وہ صرف اس وجہ سے تھا کہ آپؑ نے حضرت علیؑ کا دفاع کیا تھا اور ان کے حق کا مطالبہ تھا جیسا کہ آپؑ کے خطبہ کے بہت سارے فقرات اس پر شاہد ہیں۔

اگر یہ دیکھا جائے کہ یہ مظالم حضرت علیؑ کی خلافت کے مطالبے سے مربوط تھے اور اسی وجہ سے ہی تو شیعہ اوروں سے جدا ہو جاتے ہیں تو کیسے ہو سکتا ہے کہ اسے ایک تاریخی حادثہ شمار کیا جائے اور شیعہ عقائد سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔

سوال نمبر (۲):

صاحبانِ معرفت کے نزدیک سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کی مصیبت بڑی ہے؟ یا امام حسینؑ کی؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ جو ظلم روز عاشور ڈھایا گیا، سقیفہ میں اس کی بنیاد پڑی تھی جیسا کہ اہلسنت کے علماء میں سے قاضی ابوبکر ابن ابی قریعہ اپنے اشعار میں یہ مطلب بیان کرتے ہیں۔

وَ اُرِیُکُمْ اَنَّ الْحُسَیْنؑ اُصِیْبَ فِیْ یَوْمِ السَّقِیْنَۃِ

اور شیعوں میں محقق اصفہانی لکھتے ہیں۔

وَما اصاب امھا من البلا فھو تراثھا بطف کربلا

ان دونوں اشعار کا مطلب یہ ہے امام حسینؑ پر جو ظلم روز عاشور ہوا اس کی ابتداء جناب فاطمۃ الزہراؑ پر ظلم سے ہوئی۔

کچھ روایات مستفیضہ موجود ہیں کہ جن کے مطابق امام حسینؑ کی مصیبت تمام مصائب سے بڑھ کر ہے جیسا کہ امام حسنؑ نے امام حسینؑ سے فرمایا "لَا یَوْمَ کَیَوْمِکَ یَااَبَا عَبْدِ اللّٰہ"

ترجمہ: اے ابا عبداللہؑ، کوئی دن بھی اس دن جیسا نہیں جو آپؑ کی مظلومیت کا دن ہے۔

سوال نمبر (۳):

کیا حضرت فاطمۃ الزہراؑ پر ظلم کیا گیا، ان کا پہلو زخمی کیا گیا جلتے ہوئے دروازے کے نیچے انہیں کچلا گیا اور...... کیا یہ روایات صحیح ہیں؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ اس بارے میں کوئی بھی مؤرخ اختلاف نہیں کرتا، بلکہ یہ اتنا مشہور ہو چکا ہے کہ حافظ ابراہیم اسے عمر کے مناقب میں سے شمار کرتا ہے۔

وقولة لعلیؑ قالها عمر
اکرم بسامعها اعظم بِمُلْقِهَا
حرقت دارک لا ابقی علیک بها
ان لم تبایع وبنت المصطفیٰ فیها
ما کان غیر ابی حفص یفوه بها
امام فارس عدنان و حامیها

یعنی عمر نے کہا کہ اے علیؑ اگر آپؑ نے ابوبکر کی بیعت نہ کی تو میں آپ کا گھر جلا دوں گا اور مجھے محمد مصطفیؐ کی بیٹی کی بھی کوئی پرواہ نہیں......

اور دروازہ گرانے کی روایات معتبر ہیں اور بہت سی کتابوں میں وارد ہوئی ہیں، جیسا کہ تاریخ یعقوبی اور ابوبکر جوہری کی کتاب سقیفہ وغیرہ میں ذکر ہے۔

نیز پہلو شکستہ کرنے اور حضرت محسن بن علیؑ کی شہادت کے بارے میں بہت سی تفاسیر اور کتب حدیث میں تفصیل کے ساتھ ذکر آیا ہے کہ جس سے اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر (۴):

فرقہ ناجیہ کے نزدیک ہے یہ اصول ثابت ہے کہ اگر ایک روایت

بہت مشہور ہو لیکن اس کی مسند ضعیف ہو تو اس کی سند کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی کیونکہ متقدمین کے اس روایت پر عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس روایت کو صحیح سمجھتے تھے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا اس اصول کو غیر فقہی روایات پر منطبق کیا جا سکتا ہے؟ مثلاً حضرت فاطمۃ الزہراءؑ کے پہلو زخمی کرنے والی روایات کیا اس بنا پر قبول کی جا سکتی ہیں؟ کہ متقدمین علماء نے ان روایات کو قبول کیا...... اور اس اصول کے مطابق تو یہ روایات بھی قابل قبول ہیں...... بہر حال یہ تو ایک مثال تھی، میرا سوال اس قاعدہ کلیہ کے بارے میں ہے۔

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ جی ہاں، یہ اصول غیر فقہی روایات میں بھی جاری ہوگا لیکن یہ واضح رہے کہ شہرت کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) شہرت روائی (۲) شہرت علمی (۳) شہرت فتوائی

شہرت روائی میں دو روایات میں سے ایک روایت کے دوسری روایات پر مرجحات مراد ہیں۔

شہرت علمی سے مراد مشہور کا کسی روایت کی طرف نسبت دینا اور یہ حجت کو لاحجت سے جدا کرنیوالے مقامات میں سے ہے۔

اور شہرت فتوائی نہ ضعف سند سے جابر ہوتی ہے اور نہ اس میں ایک روایت کو دوسری روایت پر ترجیح دی جا سکتی ہے۔

اور سیدہ فاطمۃ الزہراءؑ کی مظلومیت کی روایات شہرت علمی کے موارد میں سے ہیں، کیونکہ متقدمین اعلامؒ ان روایات کے مضامین پر

اعتقاد رکھتے تھے، انہیں شعروں میں نظم کرتے تھے اور اپنی کتابوں اور مجالس میں بیان کرتے تھے۔

سوال نمبر (۵):

حضرت فاطمۃ الزہراءؑ کی مظلومیت کے بارے میں آپ کے پاس کون سی نصوص موجود ہیں؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ جو بھی ان روایات میں غور کرے گا تو یہ حقیقت اس پر بالکل آشکار ہو جائے گی کیونکہ اس موضوع پر فریقین کی روایاتِ مستفیضہ موجود ہیں اور فریقین کی کتابوں میں یہ روایات مستفیضہ تواتر اجمالی کا معنی دیتی ہیں، مثلاً:

(۱) شیخ محمد بن یعقوب کلینی صحیح سند کے ساتھ امام موسیٰ کاظمؑ سے "باب مولد زہراؑ ء" میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا "بے شک فاطمہؑ، صدیقہ ہیں، شہیدہ ہیں"۔

علامہ مجلسیؒ مرآۃ العقول کی پانچویں جلد میں اس روایت کو صحیح کہنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ خبر دلالت کرتی ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراؑء شہیدہ ہیں اور یہ متواترت میں سے ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ جب انہوں نے حضرت علیؑ کا حق خلافت غصب کیا تو بی بیؑ نے حضرت علیؑ کے حق کا مطالبہ کیا...... تو عمر کے غلام قنفذ نے جلتا ہوا دروازہ سیدہؑ زہراء پر گرا دیا، حضرت محسنؑ شہید ہو گئے اور اس ظلم وصدمے سے بی بی بیمار ہو گئیں اور خالق حقیقی سے جا ملیں۔۔ انا للہ وانا

الیہ راجعون۔

پھر علامہ مجلسیؒ اپنے اس بیان کی تائید میں شیعہ اور سنی علماء کی کتابوں سے روایات درج کرتے ہیں۔

وہ لکھتے ہیں کہ "سلیم بن قیس ہلالیؒ" ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ پھر وہ جلتا ہوا دراوزہ قنفذ ملعون نے بی بی پاکؑ کو مارا اور ان پر گرا دیا تو اس سے بی بی کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور حضرت محسنؑ شہید ہو گئے...... اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(۲) شیخ صدوقؒ نے اپنی امالی میں ۲۴ ویں مجلس میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے ایک تفصیلی روایت مروی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا:

.... جب میں نے سیدہ فاطمۃ الزہراؑ، دیکھا تو مجھے وہ مظالم یاد آ گئے کہ جو میرے بعد سیدہ فاطمۃ الزہراؑ پر ڈھائے جائیں گے، ایسا لگتا تھا میں جناب سیدہؑ کے ساتھ ہوں اور پست لوگ جناب سیّدہؑ کے گھر میں داخل ہو گئے ہیں اور انہوں نے جناب سیّدہؑ کی حرمت کا پاس نہ رکھا، ان کا حق غصب کر لیا، ان کی میراث چھین لی، ان کا پہلو زخمی کر دیا، ان کا محسنؑ شہید کر دیا اور وہ "وامحمداہ" کے بین بلند کرتی ہیں لیکن کوئی بھی ان کی مظلومیت کی پرواہ نہیں کرتا اور وہ مدد کیلئے فریاد کرتی ہیں لیکن کوئی بھی ان کی مدد نہیں کرتا۔

(۳) سید ابن طاوؤسؒ نے کتاب "اقبال الاعمال" میں ایک زیارت درج کی ہے:

اے خدایا، درود بھیج بتولؑ طاہرہ پر...... جس کا حق غصب کیا گیا، جس کی میراث چھین کی گئی جس کا پہلو زخمی کیا گیا۔

بہر کیف دروازے کو جلانا، بی بی پاکؑ کو در و دیوار کے درمیان کچلنا پہلو کا زخمی ہونا اور بچے کا شہید ہو جانا فریقین کی بہت سی روایات میں موجود ہے۔

شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسیؒ، تلخیص الشافی کی تیسری جلد میں لکھتے ہیں کہ شیعہ علماءؒ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ عمر نے حضرت فاطمۃ الزہراؑء پر دروازہ گرایا حتی کہ بچہ شہید ہو گیا اور ان کے نزدیک یہ روایت اسی طرح مشہور ہے۔ اور انہوں نے گھر اس لیے جلایا تھا کیونکہ حضرت علیؑ اور ان کے ساتھیوں نے بیعت سے انکار کیا تھا۔ اور کوئی بھی اس روایت کا انکار نہیں کر سکتا کیونکہ سنیوں میں بلاذری وغیرہ کے واسطے سے منقول ہے اور شیعہ علماءؒ کی روایات مستفیضہ میں بھی یہی مضمون وارد ہے۔

اور صاحب مروج الذہب ''مسعودی اپنی کتاب ''اثبات الوصیۃ'' میں لکھتا ہے: وہ حضرت علیؑ کے گھر کی طرف گئے، ان کے گھر کے باہر اکٹھے ہو گئے، ان کا دروازہ جلا دیا اور سیدہ فاطمۃ الزہراؑء کو دروازے کے نیچے کچل دیا حتی کہ محسن شہید ہو گئے......

سوال نمبر (٦):

جناب سیدہؑ پہ آنے والے مصائب کی ترتیب کیا تھی؟ اور بی بی پاکؑ نے خطبہ کس وقت دیا؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ پہلے خلافت غصب ہوئی، پھر فدک غصب ہوا، پھر پہلو

زخمی ہوا اور اس کے بعد بی بی پاکؑ نے خطبہ دیا۔

سوال نمبر (۷):

جب بی بیؑ کے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا تو حضرت علیؑ کہاں تھے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ جب ان ملعونوں نے دیکھا کہ بی بی زہراءؑ گھر کے اندر موجود ہیں تو یہ لوگ ہجوم کی صورت میں دروازے پر آئے، بی بی پاکؑ ان کے ارادے کے میں حائل ہوئیں تو چند ہی لمحوں میں بی بیؑ در و دیوار کے درمیان آ گئیں...... انا للہ وانا الیہ راجعون

اور ایک محقق کے قول کے مطابق حضرت علیؑ نے ان لوگوں کی آوازیں سنی تو ان کی طرف لگئے، وہ لوگ گھر میں داخل ہوئے تو سامنے حضرت علیؑ کو پایا، حضرت علیؑ نے انمیں سے ایک کو زمین پر پٹخا اور بی بی زہراؑ کے ساتھ مشغول ہو گئے ادھر سے وہ ملاعین موقع پا کر بھاگ گئے۔

سوال نمبر (۸):

کیا ہماری کتابوں میں کوئی صحیح السند رایت موجود ہے کہ جس میں رسولؐ نے حضرت علیؑ کو بعد میں پیش آنے والے حالات میں صبر کی وصیت کی ہو......؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ یہ حدیث معتبر ہے، یہ عیسی بن مستفادؒ کی کتاب

''الوصیۃ'' سے ماخوذ ہے اور یہ کتاب اصول معتبرہ میں سے ہے، نجاشیؒ نے اس کا ذکر اپنی فہرست میں کیا ہے، سید ابن طاؤسؒ نے اس کتاب کا اکثر حصہ اپنی کتاب ''الطرف'' میں ذکر کیا ہے اور شیخ کلینیؒ نے بھی اسے مختصر طور پر بیان کیا ہے۔

سوال نمبر (۹):

ایک مسئلہ ہے کہ جو میں بار بار سوچتا رہتا ہوں کہ حضرت امام حسینؑ نے تو حضرت علی اکبرؑ کی لاش کو چھوڑا اور اپنی بہن کے پردے خوف کی وجہ سے خیمے کی طرف چلے گئے۔ تو یہ سوال بار بار میرے ذہن میں گردش کرتا ہے کہ جب ان ظالموں نے جناب سیدہؑ پر اتنے مظالم ڈھائے تو حضرت علیؑ کہاں تھے اور اس بارے ان کا کیا ردعمل سامنے آیا؟

جواب:

بسمہ تعالی۔ مخفی نہ رہے کہ ہم اہلبیتؑ کے پیروکار ہیں اور جو کچھ ان سے صادر ہوا سے ماننا ہمارا کام ہے کیونکہ وہ ہر کام کسی نہ کسی مصلحت کے تحت انجام دیتے ہیں۔ جیسا کہ آئمہؑ سے مروی ہے کہ ہمارا امر بہت ہی پیچیدہ اور مشکل ہے، اسے صرف مقرب فرشتہؑ یا نبیؑ مرسل یا وہ شخص اٹھا سکتا ہے کہ جس کا دل خدا نے (اس امر کو اٹھانے کے لیے) جانچ لیا ہو۔

اس بارے میں حضرت علیؑ کے موقف ہم یوں بیان کر سکتے ہیں کہ حضرت علیؑ ہر غیرت مند کے آقا و سردار ہیں لیکن جب حکم صبر کرنے کا ہو اور دین کی بقاء اسی میں ہو تو حضرت علیؑ اور ان کی اولاد ایسی سختیوں کو برداشت کر

لیتے ہیں۔ اور اس سے کے علاوہ رسولؐ نے انہیں ایسے حالات پر صبر کی تلقین فرمائی تھی۔ جیسا کہ بعض اوقات حضرت علیؑ لوگوں پر واضح کرتے رہتے تھے کہ اگر رسولؐ خدا کی وصیت نہ ہوتی تو میں تمہارا کوئی لحاظ نہ کرتا (اور تمہیں اس کا خوب اچھے طریقے سے جواب دیتا۔)

سوال نمبر (۱۰):

جناب سیدہؑ زہراء جو خطبہ مسجد نبویؐ میں دیا، کیا وہ دروازے پر ہجوم کے بعد دیا؟ اگر بعد میں دیا تو کیا اس کی کوئی قطعی دلیل موجود ہے؟ اگر ایسا ہے تو بی بیؑ نے اپنے خطبے میں دروازے پر ہجوم اور پہلو زخمی ہونے کا تذکرہ کیوں نہیں؟ اور کیا ممکن ہے کہ بی بیؑ اس حالت میں خطبہ دے سکیں؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ یہ ثابت ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراءؑ دو خطبے دیئے، پہلا مسجد نبویؐ اور دوسرا اپنی وفات سے پہلے عورتوں کی مجلس ہیں۔

مصادر میں تحقیق کرنے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بی بی پاکؑ کے گھر پر تین مرتبہ لوگوں کا ہجوم آیا اور بڑا حادثہ تیسری مرتبہ پیش آیا کہ جس کے بعد بی بی پاکؑ بیمار ہوگئیں اور خالق حقیقی سے جاملیں، اور بی بی پاکؑ کا مسجد میں خطبہ اس حادثے سے پہلے ہوا تھا۔ نیز بی بی پاکؑ لوگوں کے رویے سے مایوس ہوگئیں تھیں اس لیے عورتوں سے خطاب کے دوران اس ظلم و زیادتی کا تذکرہ نہیں فرمایا۔

سوال نمبر (۱۱):

بعض روایات میں آیا ہے کہ جب امیر المومنینؑ نے ابوبکر کی بیعت نہیں کی تو انہوں نے آپؑ کو لوہے کے زنجیروں میں جکڑ دیا اور اس وجہ امیر المومنینؑ عمر کو اس ظلم سے روک نہیں سکے، کیا یہ روایت صحیح ہے؟ اور میں نے یہ بھی پڑھا ہے کہ جناب سیدہ کی ایک بیٹی محسنہ اور ایک بیٹا محسن تھا کہ جو اس حادثے میں مارے گئے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ ان دونوں روایات کی کوئی اصل نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ اس حادثے کے دوران موجود نہ تھے۔

سوال نمبر (۱۲):

شیخ محمد حسین کاشف الغطاء اپنی کتاب "جنۃ الماوی" میں سیدہ زہراؑء کو چوٹ لگنے اور طمانچے کی نفی کرتے ہیں۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ یہ مصیبت اتنی بڑی تھی کہ کوئی انسان سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ رسولؐ کی پیاری اور اکلوتی بیٹی کے ساتھ یہ سلوک روا رکھا جائے گا...... یہ مصائب تواریخ و آثار سے بہت سے علماءِ اعلام کے نزدیک ثابت ہیں...... جیسا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بی بی فاطمۃ الزہراؑ کے مصائب کو نظم کی شکل میں بیان کیا ہے۔

سوال (۱۳):

کتاب سلیم بن قیس ہلالی کی سند اور متن پر بہت سے اشکلات وارد ہوئے ہیں اوران میں سب سے اہم سید ابوالقاسم الخوئیؒ کے اشکالات ہیں۔ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب:

بسمہٖ تعالیٰ ۔ اگر چہ اس کتاب پر بہت سے اعتراضات وارد ہوئے ہیں اوران میں سب سے زیادہ اہمسید ابوالقاسم الخوئیؒ کے اعتراضات ہیں۔ لیکن یہ اعتراضات ان عبارات میں ہیں کہ جن کا رداور بطلان واضح ہے۔

علامہ مجلسیؒ اس کتاب کے بارے میں امام جعفر صادقؑ کی ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

ہمارے شیعوں اور حبداروں میں سے جس کے پاس بھی کتاب سلیم بن قیس ہلال نہ ہوتو اس کے پاس ہمارے امر میں سے کچھ بھی نہیں ہے، اسے ہمارے اسباب کی کچھ خبر نہیں یہ شیعوں کی اساس ہے اور آل محمدؐ کے اسرار میں سے ایک سر (راز) ہے۔

اور علامہ مامقانیؒ نے بھی جو اس کتاب کے بارے میں بیان فرمایا ہے اس سے بھی اطمینان حاصل ہو جاتا ہے کہ یہ وہی سلیم بن قیس الہلالی کی کتاب ہے اور علماء اسے معتبر جانتے ہیں۔ مزید یہ کہ ہم نے بہت سے جوابات میں جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کے پہلو زخمی ہونے والی روایات دوسری کتابوں بھی درج کی ہیں۔

سوال نمبر (۱۴):

کیا کتاب سلیم بن قیس الہلالی صحیح السند ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ جی ہاں۔ ہمارے نزدیک اس کی سند معتبر ہے۔

سوال نمبر (۱۵):

کیا آپ کے نزدیک کتاب سلیم بن قیس الہلالی مستند ہے؟ حالانکہ اس میں بہت سی غلط روایات موجود ہیں۔

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ سلیم بن قیس الہلالیؒ بذات خود ایک جلیل القدر اور عظیم الشان شخصیت ہیں اور ان کی کتاب اصول معتبرہ میں سے ہے۔ خاتمہ الوسائل کتاب میں اسے قابل اعتماد کتابوں میں سے شمار کیا گیا ہے۔ یہ ان کتابوں میں سے ہے کہ جو صدیوں سے اپنے مؤلفین سے متواتر طور پر منقول ہیں اور ان کتابوں کی نسبت ان کے مؤلفین کے ساتھ اس طرح ثابت ہے کہ اس کے بارے میں کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن کسی کتاب کا معتبر ہونا اور بات ہے اور اس میں سب کچھ صحیح ہونا اور بات ہے۔

تو جب ہم سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب کو معتبر کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کتب اربعہ کی طرح اس میں صحیح اور ضعیف ہر قسم کی روایات موجود ہیں۔

سوال نمبر (۱۶):

مسئلہ فدک کیا ہے؟

جواب:

بسمہٖ تعالیٰ ۔فریقین کی روایات میں آیا ہے کہ جب یہ آیت (وَ آتِ ذَالقُرْبیٰ حَقَّہ٘) نازل ہوئی تو رسولؐ نے حضرت فاطمۃ الزہرآء کو بلا کر فدک انہیں دے دیا۔ یہ ایک جگہ تھی جس پر نبیؐ نے بعض یہودیوں سے مصالحت کی تھی۔ یہ رسولؐ کی خاص ملکیت تھی، جب رسولؐ فوت ہوئے تو خلیفہ نے اسے غصب کر لیا اور حضرت فاطمۃ الزہرآء کے وکیل کو اس جگہ سے نکال دیا، جب بی بی پاکؑ نے اس سے مطالبہ کیا تو اس نے وہ باغ دینے سے انکار کر دیا اور گواہ ٹھکرا دیے۔ پھر بی بی پاکؑ نے وراثت کا دعویٰ کیا تو اس نے اس عنوان کو بھی رد کر دیا۔

سوال نمبر (۱۷):

حدود فدک کیا ہیں؟ کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کہاں پہ ختم ہوتی ہے؟

جواب:

بسمہٖ تعالیٰ ۔جیسا کہ یاقوت حموینی نے ''معجم البلدان'' میں ذکر کیا ہے کہ فدک حجاز میں ایک بستی ہے اس کے اور مدینہ کے درمیان دو یا تین دن'' کا فاصلہ ہے، یہ خیبر کے قریب ہے اور اب بھی موجود ہے لیکن بے کار پڑی

ہے۔ اور بعض اخبار میں جو اس کی حد ایک طرف سے سمر قند اور عدن، اور دوسری طرف سے افریقہ اور سیف البحر سے بیان کی گئی ہے اس سے مراد وہ ساری زمین ہے جو اہلبیتؑ سے چھینی گئی ہے اور وہ صرف فدک میں محدود نہیں بلکہ ہر وہ جگہ شامل ہے کہ جہاں تک حکومت اسلامی کا دست تصرف پہنچا۔ اس بنا پر ساری زمین فدک کے حکم میں ہے......

سوال نمبر (۱۸):

جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؑ نے فدک کا مطالبہ کیوں کیا؟ اور ابوبکر نے انہیں محروم کیوں کیا؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ حضرت امیر المومنینؑ کو اقتصادی طور پر کمزور کرنے کیلئے ان لوگوں حضرت فاطمۃ الزہراؑ سے فدک چھین لیا اور جناب سیدہؑ نے اس سے مطالبہ کر کے یہ واضح کر دیا کہ انسان ظالم اور غاصب سے اپنا حق جیسے ممکن ہو لے سکتا ہے۔

سوال نمبر (۱۹):

کیا مسئلہ فدک صرف ایک تاریخی مسئلہ ہے یا اس کا عقائد کے ساتھ بھی کوئی ربط ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ یہ عقائدی مسئلہ ہے کیونکہ اس پر ولایت امام مبنی ہے۔

سوال نمبر (۲۰):

حضرت علیؑ نے اپنے دور خلافت میں اس فدک میں کس طرح تصرف کیا؟

جواب:

بسمہٖ تعالیٰ ۔اس بابت تاریخی شواہد موجود نہیں کہ آیا حضرت علیؑ نے اپنے زمانِ خلافت میں فدک میں کوئی تصرف کیا اور اس کے محاصلات آل فاطمۃ الزاہراءؑ کو دیئے یا اسے اسی حال پر رہنے دیا؟۔

سوال نمبر (۲۱):

رسول خدا کی وفات کے چالیسویں دین جناب سیدہؑ کا ذکر کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:

بسمہٖ تعالیٰ ۔معصومینؑ کے اس فرمان کے مطابق کہ ہمارے شیعہ ہماری بچی ہوئی طینت سے خلق ہوئے ہیں، وہ ہمارے غم میں غمگین اور ہماری خوشی میں خوش ہوتے ہیں۔جس دن بھی جناب سیدہؑ کی شہادت کے بارے میں احتمال ہو،اس دن جناب سیدہؑ کا ذکر کرنا چاہیے اور رسولؐ کے وصال کے بعد چالیسواں دن انہی ایام میں سے ہے کہ جن کے بارے میں احتمال ہے کہ یہ بی بی پاکؑ کی شہادت کے ایام میں سے ہے۔

سوال نمبر (۲۲):

ایک مومن کا ایسے شخص کے ساتھ کیا رویہ ہونا چاہیئے کہ جو بی بی فاطمۃ الزہرآء کی مظلومیت کا منکر ہو؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔یہ مصائب و مظالم فریقین کی روایات سے ثابت ہیں۔تو ان کا انکار کرنے والا متعصب ہوگا یا لاعلم ہوگا یا شک میں ہوگا اور یہ سمجھے گا کہ اس کے اس عمل سے مسلمانوں میں تفرقہ پڑ جائے گا اور اس زمانے میں تفرقہ اسلام اور مسلمانوں کی کمزوری کا باعث بنے گا،تو ان تمام صورتوں میں جو ردعمل اختیار کرنا چاہیے،وہ سب پر واضح ہے۔

سوال نمبر (۲۳):

جو شخص جناب سیدہ فاطمۃ الزہرآء کی مظلومیت اور شہادت کا انکار کرے کیا اسے مذہب شیعہ سے خارج سمجھا جائے گا؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔اگر اس کا انکار لاعلمی کی وجہ سے ہے تو بات اور ہے لیکن اگر کوئی اس بارے میں آئمہ طاہرینؑ سے وارد شدہ مرویات کی تکذیب کرے تو وہ شخص مذہب شیعہ سے خارج سمجھا جائے گا۔

☆☆☆

چھٹا باب:

جناب سیدہ زہراؑ کی احادیث

سوال نمبر(۱):

حدیث کساءِ کی سند کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب:

بسمہٖ تعالیٰ۔حدیث کساء کی سند، اگر دیکھی جائے تو یہ صاحب عوالم العلوم سے شروع ہوتی ہے اور جلیل القدر صحابی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ؓ پہ ختم ہوتی ہے تو یہ بالکل معتبر ثابت ہوتی ہے۔اور اس کے معتبر ہونے میں جوراوی عام طور پر بعض علماء کے نزدیک رکاوٹ سمجھا جاتا ہے وہ قاسم بن یحییٰ ہے۔لیکن یہ راوی ہمارے نزدیک معتبر ہے کیونکہ ''بزنطیؒ'' نے اس سے روایت لی ہے اور بزنطیؒ کے بارے میں یہ ملتا ہے کہ وہ صرف معتبر راویوں سے ہی روایت لیا کرتے تھے۔

اس سے بھی قطع نظر خود'بزنطیؒ' کا اسے سندِ صحیح کے ساتھ بیان کر دینا کافی ہے اور بعد والے راویوں میں بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔کیونکہ 'بزنطیؒ' ان راویوں مین سے ہے کہ جن پر تمام علماءِ شیعہ کا اجماع ہے کہ ان سے جو بھی نقل ہوا ہے وہ صحیح ہے۔اس بنا پر حدیث کساء کی سند بلااشکال صحیح ہے۔

سوال نمبر (۲):

حدیث کساء کے معانی و مفاہیم کے بارے میں آپ کی کیا نظر ہے؟

جواب:

بسمہٖ تعالیٰ۔ حدیث کساء کے مضامین بہت بلند پایہ ہیں، اس میں محمدؐ و آل محمدؐ کے وہ فضائل و کمالات مذکور ہیں کہ جو بہت سی دوسری احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ پس اس حادیث کے معانی و مضامین میں شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

سوال نمبر (۳):

حدیث کساء کی ابتداء جناب سیدہؑ سے کیوں کی گئی؟ رسول خداؐ سے کیوں نہیں کی گئی؟

جواب:

بسمہٖ تعالیٰ۔ کیونکہ آپؑ میں نبوت و امامت دونوں کا نور جمع تھا۔

سوال نمبر (۴):

خداوند متعال کی اجازت کے بعد حضرت جرائیلؑ نے رسولؐ اللہ سے دوبارہ اجازت کیوں مانگی؟

جواب:

بسمہٖ تعالیٰ۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اس چادر کے نیچے آنا ایک ایسا

مرتبہ تھا کہ جسے صرف آل محمدؑ ہی حاصل کر سکتے تھے۔ اور حضرت جبرائیلؑ یہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ وہ اس بلند مقام کو پالیں گے۔ اسی لیے دوبارہ رسولؐ سے اجازت لی۔

سوال نمبر (۵):

حضرت فاطمۃ الزہراءؑ کی اس دعا کی کیا فضلیت ہے؟

اَللّٰھُمَّ بحق یس و القرآن الحکیم و بحق طه و القرآن العظیم یا من یعلم ما فی الضمیر یا منفس عن المکروبین یا مفرج عن المغمومین یا راحم الشیخ الکبیر یا رزاق الطفل الصغیر یا من لا یحتاج الی التفسیر صَلّ علٰی محمد و آل محمد و افعل......(آگے اپنی حاجت بیان کریں)

جواب:

بسمہٖ تعالیٰ۔ آئمہ معصومینؑ نے جو اہتمام اس دعا کا کیا اس سے اس دعا کی فضلیت آشکار ہو جاتی ہے۔ شیخ قطب راوندی نقل کرتے ہیں کہ امام زین العابدینؑ نے فرمایا:

امام حسینؑ نے روز عاشور مجھے اپنے سینے سے لگا لیا اس وقت آپؑ کا خون بہہ رہا تھا اور امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے بیٹا یہ دعا یاد کرلو، مجھے حضرت فاطمۃ الزہراؑء نے سکھائی ہے، انہیں رسولؐ نے سکھائی اور انہیں جبرائیلؑ نے وحی کی۔ کہ جب بھی کوئی حاجت، پریشانی، دکھ، مصیبت اور آزمائش در پیش ہوں تو یہ دعا پڑھیں۔

ساتواں باب:

جنابِ سیدہؑ سے استغاثہ کرنا

سوال نمبر(۱):

ان میں سے کون سا طریقہ صحیح ہے؟یوں کہنا:اے بی بی !مجھے شفاء دیں یا یہ کہنا:اے خدا!بی بیؑ کا صدقہ مجھے شفا دے۔

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ دونوں طریقے صحیح ہیں، جس طرح ان کا واسطہ دے خدا سے سوال کرنا درست ہے اسی طرح ان نوری ہستیوں سے براہ راست طلب کرنا بھی صحیح ہے۔ کیونکہ خدا نے انہیں فیض کا واسطہ اور ذریعہ بنایا ہے انہیں ذرّے سے لے بہت بڑے بڑے امور پر قدرت عطا کی ہے، وہ تمام مخلوق کی فریاد سن سکتے ہیں اور ان کی حاجات پوری کر سکتے ہیں۔ بہت سی نصوص اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ مثلاً امام جعفر صادقؑ نماز استغاثہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں...... پھر سجدے میں جاؤ اور ۱۰۰ مرتبہ کوہ۔ (یا مولاتی یا فاطمۃ اغیثنی) (مستدرک الوسائل)

ایک صحابی امام جعفر صادقؑ کے پاس آیا اور عرض کی کہ مولا میں نے ایک دعا اختراع کی ہے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اپنی

اختراع کو چھوڑو اور جب کوئی مشکل درپیش ہو تو رسولؐ کی طرف متوجہ ہو جاؤ.......... پھر اپنی داڑھی کو بائیں ہاتھ میں پکڑو اور گریہ کرو یا رونے کی شکل بناؤ اور کہو: اے محمدؐ، اے اللہ کے رسولؐ، میں خدا سے اور آپؐ سے اپنی حاجت بیان کرتا ہوں۔ (وسائل الشیعہ)

اس بارے میں روایات بہت زیادہ ہیں ہم نے یہ دو صرف مثال کیلئے یہاں ذکر کی ہیں۔

سوال نمبر (۲):

نماز استغاثہ میں وارد ہے کہ انسان سجدے میں جائے اور سو بار کہے (یا مولاتی یا فاطمة اغیثینی) ناصبی حضرات ایسی روایات کو لے کر ہم پر بہتان باندھتے ہیں کہ ہم جناب سیدہؑ یا آئمہ طاہرینؑ کو سجدہ کرتے ہیں؟

جواب:

بسمہٖ تعالیٰ۔ سجدہ صرف خدا کا ہوتا ہے اور سیدہ فاطمۃ الزہراؑء سے استغاثہ اس لیے کیا جاتا ہے کیونکہ وہ تمام آئمہؑ کی طرح ہیں اور انہیں ولایت تکوینی حاصل ہے یعنی کائنات کی زمام اقتدار ان کے ہاتھوں میں ہے انہیں تمام امور پر قدرت تامہ حاصل ہے اور وہ حکم خدا سے جسے چاہیں مار سکتے ہیں جیسے چاہیں زندہ کر سکتے ہیں، ان کا یہ اختیار مستقل نہیں بلکہ خدا کا عطا کردہ ہے۔

سوال نمبر (۳):

ہم دعاءِ جوشن کبیر میں پڑھتے ہیں۔

اَلْغَوْثَ اَلْغَوْث خَلِّصْنَا مِنَ النَّارِیَا رَبّ"

اور نماز استغاثہ میں وارد ہے۔

یَا مولاتی یا فاطمة اغیثینی

کیا یہ صریح شرک نہیں ہے؟اس بارے آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب:

بسمہ تعالٰی۔ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ پہلی دعا میں خدا سے طلب کیا جا رہا ہے اور اسے بالذات اور مستقل فریاد سننے والا قرار دیا جا رہا ہے۔جبکہ دوسری دعا میں سیدہ زہراؑء سے طلب کیا جا رہا ہے کیونکہ وہ ابواب الٰہی میں سے ایک باب ہیں، اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں اور مستقل و بالذات موثر نہیں ہیں۔تو اس میں کوئی شرک نہیں۔

سوال نمبر (۴):

میں خدا، رسولؐ بمع تمام انبیاءؑ اور آئمہؑ پر ایمان رکھتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں، روزے رکھتا ہوں اور خمس و زکوٰۃ کا پابند ہوں لیکن مجھے جسم سے روح کے جدا ہونے کے بارے مین اور خاک میں مل جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے میں شکوک لاحق ہوتے ہیں۔تو کیا یہ شکوک شیطانی وسوسہ ہیں؟ یا میں کافر ہو گیا ہو؟

جواب:

بسمہ تعالٰی۔ یہ شکوک اگر قیامت کے انکار تک نہ پہنچائیں تو مسلمان

رہو گے۔ تمہیں چاہیے کہ یہاں احتیاط کرو اور اس بارے میں سیدہ فاطمۃ الزہراؑ سے توسل کرو، وضو کر کے ایسی جگہ بیٹھو کہ جہاں کوئی تمہاری توجہ کسی اور طرف مائل نہ کرے اور ۵۳۰ مرتبہ یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی فَاطِمَةَ وَاَبِیْھَا وَ بَعْلِھَا وَ بِنِیْھَا وَ السِّرِ الْمُستَوْدَع فِیْھَا بِعَدَ دِمَا اَحَاطَ بِہٖ عِلْمُکَ

تو ان شاء اللہ یہ شکوک تم سے دور ہو جائیں گے۔

سوال نمبر (۵):

میں چاہتا ہوں کہ میرا بچہ حافظ قرآن، عالم دین اور امام زمانہؑ کا ناصر بن جائے، تو مجھے اس کے لیے کیا کرنا چاہیئے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔ جو چیزیں اس میں اثر انداز ہوتی ہیں وہ یہ ہیں: دوران حمل عورت کا باطہارت رہنا، وضو کر کے بچے کو دودھ پلانا، ہر روز قرآن مجید، دعائے عہد اور زیارت عاشورا کا پڑھنا۔

اور کسی خالی جگہ باوضو ہو کر ۵۳۰ مرتبہ یہ ذکر پڑھنا۔

"اللھم صل علی فاطمة وابیھا و بعلھا و بینھا و السر المستودع فیھا بعددما احاط بہ علمک"

سوال نمبر (۶):

وہ کونسی دعائیں اور نمازیں ہیں؟ جو ہمیں روز جمعہ وقت عصر کی آخری

ساعتوں میں پڑھنی چاہئیں، کیونکہ یہ گھڑی دعا کی افضل ترین گھڑیوں میں سے ہے۔

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔آپ کو دعاء سمات، دعاء ندبہ، نماز جعفر طیارؑ اور نماز استغاثہ سیدہ فاطمۃ الزہراؑء پڑھنی چاہئیں۔

سوال نمبر (۷):

حاجات کی برآوری کون سی دعا بہتر ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ۔جملہ ادعیہ میں سے ایک یہ دعا بھی حاجات کی برآوری کیلئے مفید ہے اور یہ ایک ہی مجلس میں (۵۳۰) بار یہ پڑھنا ہے۔

"اللھم صل علی فاطمة و ابیھا و بعلھا و بینھا و السر المستودع فیھا بعددما احاط به علمک"

سوال نمبر (۸):

اگر موذن شہادتین کہ بعد قصد جزئیت کے بغیر یہ کہے **"اشھد ان علیا امیر المومنین و ان فاطمه سیدةنساء العالمین و ان اولادھا المعصومین حج رب العالمین "** تو کیا اس میں کوئی اشکال ہے؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ ۔ اذان و اقامت میں حضرت علیؑ کی ولایت کی شہادت راجح ہے۔ بلکہ یہ مذہب شیعہ کے شعائر اور علامات میں سے ہے اور اسے ترک نہیں کرنا چاہیے۔ مگر حضرت علیؑ کی اولادؑ کی ولایت کی شہادت اور اسی طرح بی بی فاطمۃ الزہراؑ کی سیدۃ نساء العالمین کی شہادت مطلق ذکر کی نیت سے جائز ہے۔

سوال نمبر (۹):

کس چیز کا ثواب زیادہ ہے، مغرب و عشاء کے نوافل کا یا تسبیح حضرت فاطمۃ الزہراؑ کا؟

جواب:

بسمہ تعالیٰ ۔ تسبیح حضرت فاطمۃ الزہراؑ افضل ہے۔ ایک معتبر روایت میں امام محمد باقرؑ سے مروی ہے۔ ''تسبیح فاطمۃ الزہراء سے بہتر کسی چیز سے خدا کی حمد نہیں کی گئی''

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے ''ہر نماز کے بعد تسبیح حصرت فاطمۃ الزہراءؑ پڑھنا میرے نزدیک ہر نماز کے بعد ہزار رکعت ہر روز پڑھنے سے بہتر ہے۔''

بہرصورت اس تسبیح کی فضیلت کی روایات متواتر ہیں۔

سوال نمبر (۱۰):

کیا یہ تسبیح پہلے پڑھنی چاہیے اور درود پاک بعد مین یا درود پاک پہلے

اور تسبیح فاطمۃ الزہراءؑ بعد میں؟

جواب:

بسمہٖ تعالیٰ ۔بعض معتبر اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کو چاہیئے کہ پہلے تسبیح حضرت فاطمۃ الزہراءؑ پڑھے اور بعد میں درود پاک پڑھے۔

والحمد للّٰہ رب العالمین

☆☆☆

ضمیمہ حدیث کساء کی سند

(از مترجم)

حدیث کساء مشہور و مستفیض بلکہ متواتر حدیث ہے اور اس کی اصل پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

اھلسنت کے نزدیک اہلبیتؑ، حضرت ام سلمہؓ کے گھر چادر میں اکٹھے ہوئے تھے، جبکہ شیعہ علماؒ کے نزدیک یہ واقعہ حضرت فاطمۃ الزہراءؑ کے گھر پیش آیا۔

حضرت فاطمۃ الزہراءؑ سے مروی اس حدیث کو آٹھویں صدی ھجری میں علامہ دیلمیؒ نے ''غرر الاخبار'' میں نقل کیا، ان کے بعد گیارہویں صدی ہجری میں شیخ عبداللہ بن نور اللہ بحرانیؒ نے ''عوالم العلوم'' میں درج کیا، پھر شیخ طریحیؒ نے اپنی کتاب ''منتخب'' میں درج کیا اور ان کے بعد علامہ حسین العلوی الدمشقیؒ نے بیان کیا۔

شیخ بزرگ طہرانیؒ نے اپنی کتاب ''الذریعہ الیٰ تصانیف الشیعہ'' میں تحریر فرمایا کہ اس حدیث کی متعدد اسناد ہیں۔

کتاب ''عوالم العلوم'' میں اس کتاب کی سند اور متن حسب ذیل ہے۔

میں نے سید ہاشم بحرانیؒ کا لکھا ہوا دیکھا، انہوں نے اپنے استاد سید ماجد بحرانیؒ سے نقل کیا، انہوں نے حسن بن زین الدین الشہید الثانیؒ سے، انہوں نے اپنے استاد شیخ مقدس اردبیلیؒ سے، انہوں نے اپنے استاد شیخ عبدالعالی

الکرکیؒ سے، انہوں نے شیخ علی بن ھلال جزائریؒ سے، انہوں نے شیخ احمد بن فھد حلیؒ سے،انہوں نے شیخ علی بن الخازن الحائریؒ سے،انہوں نے شیخ ضیاء الدین علی بن الشہید الاولؒ سے ،انہوں نے اپنے والد محمد بن مکی العاملیؒ سے ،انہوں نے فخر المحققینؒ سے ،انہوں نے اپنے والد اور استاد علامہ حلیؒ سے،انہوں نے اپنے ماموں شیخ محقق ابن نما حلیؒ سے،انہوں نے شیخ محمد بن ادریس حلیؒ سے،انہوں نے ابن حمزہ طوسیؒ سے،انہوں نے محمد بن شہر آشوبؒ سے،انہوں نے علامہ طبرسیؒ سے،انہوں نے شیخ ہس حسن بن محمد بن حسن طوسی سے،انہوں نے شیخ نصیرالدین طوسیؒ سے،انہوں نے شیخ مفیدؒ سے،انہوں نے اپنے استاد ابن قولویہ القمیؒ سے،انہوں نے شیخ کلینیؒ سے،انہوں نے سے،انہوں نے علی بن ابراہیمؒ سے،انہوں نے اپنے والد ابراہیم بن ہاشمؒ سے،انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر البزنطیؒ سے،انہوں نے قاسم بن یحی الجلاء الکوفی سے،انہوں نے حضرت ابو بصیرؒ سے،انہوں نے ابان بن تغلبؒ سے،انہوں نے حضرت جابر بن یزید جعفیؒ سے،انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے اور انہوں نے حضرت فاطمۃ الزہراءؑ سے،انہوں نے فرمایا،

دخل علی ابی رسول اللہ(صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)فی بعض الایام.........................

اور اس حدیث کی سند صحیح اور معتبر ہے، کیونکہ یہ سند شیعہ مذہب کے اکابر علماءؒ پر مشتمل ہے اور ایسی سند کسی دوسری حدیث کیلئے دستیاب نہیں ہے۔یوں اس

حدیث کے معصوم سے صادر ہونے کے بارے میں اطمینان حاصل ہو جاتا ہے

آیۃ اللہ السید عباس الکاشانی ؒ مرحوم نے اسے متصل سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

آیۃ اللہ سید محمد میلانی ؒ نے اسے صحیح متصل سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے اور انہوں نے حضرت فاطمۃ الزھراءؑ روایت کیا ہے۔

اسی طرح علامہ صادق شیرازیؒ نے اس حدیث کو ایک اور سند کیساتھ روایت کیا ہے اور وہ یہ ہے میں نے اپنے والدؒ سے، انہوں نے شیخ عباس قمیؒ سے، انہوں نے میرزا حسین نوریؒ سے، انہوں نے شیخ مرتضی انصاریؒ سے، انہوں نے شیخ احمد نراقی ؒ سے، انہوں نے سید مھدی بحر العلومؒ سے، انہوں نے وحید بہبہانی ؒ سے، انہوں نے اپنے والد محمد اکملؒ سے، انہوں نے علامہ باقر مجلسیؒ سے، انہوں نے اپنے والد محمد تقی مجلسیؒ سے، انہوں نے شیخ بہائی ؒ سے، انہوں نے شیخ حسین بن عبد الصمدؒ سے، انہوں نے شھید ثانی ؒ سے، انہوں نے احمد بن محمد خاتونؒ سے، انہوں نے شیخ عبد العالی الکرکیؒ سے، انہوں نے انہوں نے شیخ علی بن ھلال جزائریؒ سے، انہوں نے شیخ احمد بن فھد حلیؒ سے، انہوں نے شیخ علی بن الخازن الحائریؒ سے، انہوں نے شیخ ضیاء الدین علی بن الشھید الاولؒ سے، انہوں نے اپنے والد محمد بن مکی العاملیؒ سے، انہوں نے فخر المحققینؒ سے، انہوں نے اپنے والد اور استاد علامہ حلیؒ سے، انہوں نے اپنے ماموں شیخ محقق ابن نما حلیؒ سے، انہوں نے شیخ محمد بن ادریس حلیؒ سے، انہوں نے

ابن حمزہ طوسیؒ سے،انہوں نے محمد بن شہر آشوبؒ سے،انہوں نے علامہ طبرسی ؒ سے،انہوں نے شیخ حسن بن محمد بن حسن طوسی سے،انہوں نے شیخ نصیرالدین طوسیؒ سے،انہوں نے شیخ مفیدؒ سے،انہوں نے اپنے استاد ابن قولویہ القمی ؒ سے،انہوں نے شیخ کلینیؒ سے،انہوں نے سے،انہوں نے علی بن ابراہیمؒ سے،انہوں نے اپنے والد ابراہیم بن ہاشمؒ سے،انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر البزنطیؒ سے،انہوں نے قاسم بن یحی الجلاء الکوفی سے،انہوں نے حضرت ابو بصیرؒ سے،انہوں نے ابان بن تغلبؒ سے،انہوں نے حضرت جابر بن یزید جعفیؒ سے،انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے اور انہوں نے حضرت فاطمۃ الزہراءؑ سے۔

اور یہ سند بھی صاحب عوالم کیطرح مذہب حقہ کے علماء اعلام پر مشتمل ہے۔

سماحۃ آیۃ اللہ سید محمد بن سید مھدی شیرازیؒ اپنی کتاب ''فقہ الزہراءؑ'' میں لکھتے ہیں۔''حدیث کساء کو میرے والد نے ایک خطی رسالے میں صحیح و متصل سند کیساتھ نقل کیا ہے اور اس سند میں سارے بزرگ اعلام ہیں''۔

اس کے علاوہ یہ حدیث آیۃ اللہ شیخ بزرگ طہرانیؒ کی ذکر کردہ اسانید کے علاوہ، چار اور اسناد سے بھی مروی ہے۔اس بناء پر یہ حدیث صحیح و معتبر ہونے کے لحاظ سے اعلی پائے کی حدیث ہے۔اسی لیے یہ حدیث شیعوں کے تمام طبقات کے نزدیک بلند مقام رکھتی ہے۔

حدیث کساء کے بارے علماء کرامؒ کے اقوال

علماء اعلام نے بھی اس حدیث کو اپنی تحقیق کا مرکز بنایا اور اپنے فتاوی و آراء میں اسے صحیح و معتبر تحریر فرمایا، جیسا کہ آیۃ اللہ سید کاظم یزدیؒ، صاحب العروۃ الوثقی، ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں

''چادر والا اصل واقعہ بہت مشہور و معروف ہے جیسا کہ اس بارے میں بہت سی ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو آیت تطہیر کی تفسیر میں وارد ہیں، ان میں سے ایک روایت ''منتخب طریحیؒ '' کی ہے''۔

محدث جلیل آیۃ اللہ شیخ محمد باقر البئر جندیؒ

''کبریت احمر'' میں لکھتے ہیں۔

''حدیث کساء کی وہ روایت مفصلہ ء مشہورہ، کہ جس کی تلاوت عام طور پر مومنین کی مجالس میں ہوتی ہے، حاجات کی برآوری کیلئے اس کا پڑھنا مجرب ہے۔'' آگے لکھتے ہیں کہ یہ فضیلت صرف اس حدیث کی ہے............حتی کہ اخوند ملا عبدالخالق یزدیؒ، صاحب ''معین المجتہدین'' نے کتاب'' بیت الاحزان'' میں بعض علماءؒ سے نقل کیا ہے کہ جس مجلس میں یہ حدیث تلاوت کی جاتی ہے اس میں امام زمانہؑ حاضر ہوتے ہیں''۔

آیۃ اللہ العظمی سید علی حسینی السیستانیؒ

نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔''جی ہاں! یہ حدیث صحیح السند

ہے۔''

آیۃ اللہ میرزا جواد تبریزیؒ

اسی طرح ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔''حدیث کساء مشہور ہے اور اس کا ثواب پڑھنے اور سننے والے کو ملتا ہے۔

آیۃ اللہ شیخ تقی بہجتؒ

فرماتے ہیں۔''اس حدیث کے بلند پایہ مضامین یہ بتاتے ہیں کہ یہ حدیث معصومؑ کی زبان سے ہی صادر ہوئی ہے''۔

آیۃ اللہ صادق روحانیؒ

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔''حدیث کساء کی عبارات مشہور ہیں،انہیں محدثین کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے،جیسا کہ شیخ جلیل علامہ دیلمیؒ،شیخ فخر الدین طریحیؒ،شیخ عبداللہ بحرانیؒ اور علماءؒ کی ایک اور جماعت نے بیان کیا ہے۔بالاصل اس کی سند معتبر ہے اور اس کی سند میں کوئی اشکال نہیں''۔

آیت اللہ حافظ بشیر نجفی فرماتے ہیں۔

''حدیثِ کساء جو کہ مفاتیح الجنان میں موجود ہے میرے نزدیک بلا اشکال معتبر سند سے ثابت ہے اور اِس میں شک کرنا علم سے پہلو تہی کرنے

کی دلیل ہے''۔''واللہ اعلم''

آیت اللہ کاظم الحائریؒ۔

سے جب زیارتِ عاشوراء ،زیارتِ جامعہ اور حدیثِ کساء کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے جواباً فرمایا ''حدیثِ کساء،زیارتِ عاشوراء اور زیارتِ جامعہ میں سوال کی کوئی گنجائش نہیں یہ مسلماتِ شعیہ میں سے ہیں۔

(ماخوذ از ''کتاب حدیث کساء''للسید محمد علی)

☆☆☆